مؤرخینِ ہند

سلاطین ہندوستان کی معتبر و مستند کتب تاریخ پر تبصرے

اور

اُن کے مصنّفین کے تذکرے

مؤلفۂ

حکیم سیّد شمس اللہ قادری

ماہر آثار قدیمہ

حیدرآباد دکن

مطبع نظام دکن میں طبع ہو کر دفتر رسالہ تاریخ سے شایع ہوئی

۱۹۳۳ء

مورخینِ ہند

سلاطینِ ہندوستان کی معتبر و مستند کتب تواریخ پر تبصرے

اور

اُن کے مصنفین کے تذکرے

مؤلفہٗ

حکیم سید شمس اللہ قادری ماہر آثار قدیمہ

مُعنوَنِ مُحترم

جنابِ مولوی سیّد محمد مہدی صاحب
معتمد باب حکومت سرکار عالی

کے نام نامی و اسم گرامی سے

اُن کے عنایات مخلصانہ کے اظہار تشکر میں

یہ ناچیز تالیف

منسوب و معنون کی جاتی ہے

ہدیۂ ما تنگ دستاں را بچشم کم مبیں
از مروت بر سر خوان تہی سرپوش باش

خاکسار حکیم شمس اللہ قادری

پیش لفظ

نوشتہ

سر احمد حسین

نواب امین جنگ بہادر

کے، سی، آئی، ای۔ سی، ایس، آئی

ایم، اے۔ بی، ایل۔ ایل، ڈی

یہ کتاب ایک قسم کی تاریخ التاریخ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی ہند کے مستند مورخین کون کون تھے۔ ہر ایک نے کونسی تاریخ کیوں اور کب لکھی۔ ایسی معلومات ان اصحاب کے لیئے یقیناً مفید ہیں جو تاریخ کو تاریخ سمجھکر پڑھتے ہیں۔ تاریخ کو تاریخ سمجھنے کے معنی وہی جو ایک ضرب المثل سے پائے جاتے ہیں جسکو

جنرل سر پرسی سیکس نے اپنی تاریخ ایران کی دو ضخیم جلدوں کا عنوان قرار دیا ہے۔

تاریخ آئینہ گزشتہ ست و درس حال

تاریخ وہی اچھی ہوتی ہے جو کسی ملک کے حالات سابقہ کو صاف و ستھرے طور سے مثل آئینہ بتائے۔ اس کے اچھے پڑھنے والے وہی ہیں جو ان حالات سابقہ کا مقابلہ اپنے ملک کے موجودہ حالات سے کرکے سبق نکالتے ہیں کہ اپنے ملک میں کونسی بات اصلاح طلب ہے اور کس طور سے اس میں تنظیم ہونی چاہیئے۔

لارڈ مورلے نے جو برٹش پارلیمنٹ کے ایک مشہور وزیر ہند تھے اپنے ایک لکچر میں کہا تھا "میں اس تاریخ کو نہیں پڑھتا ہوں جس سے مجھے اپنے زمانے کے لیئے کوئی درس نہیں ملتا ہے"۔ البتہ اس مقولہ سے بڑھکر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ تاریخ اگر بیکار نہو تو بھی ناقص ضرور ہوگی جس سے فال نہیں نکل سکتی کہ آئندہ اپنے ملک کی کیا حالت ہوگی یا جس سے اپنے ملک میں آئندہ پیدا ہونیوالی باتوں کے کوئی قرائن ظاہر نہ ہوں۔ لہذا میں مذکورۃ الصدر ضرب المثل کی توسیع یوں کرونگا

تاریخ آئینہ گزشتہ و درس حال است و فال مستقبل

غرض یہ کتاب جو میرے قابل دوست مولوی حکیم سید شمس اللہ صاحب قادری نے لکھی ہے ان شائقین کیلئے نہایت اچھی ہے جو ہند کی تاریخ پڑھکر سوچتے سمجھتے ہیں کہ اس سے اپنے لئے کوئی سبق حاصل کرلیں، اور کچھ نہ کچھ فال پیش آنیوالی حالتوں کی نسبت نکالیں۔ ایسے شائقین کو اکثر یہ خیال آتا ہوگا آیا تاریخ جو انکے مطالعہ میں ہے معتبر ہے یا کیا؟ دوسرے الفاظ میں آیا وہ گزشتہ زمانے کے واقعات کو آئینہ کی مانند صحیح و صاف بتاتی ہے یا کیا، تاکہ ان سے درس حال کا انتزاع و فال مستقبل کی انشراح ہو۔

فہرست مضامین

ہندوستان کی عام تاریخیں

ہندوستان کی جغرافیائی تاریخیں

سلاطین دہلی کی تاریخیں

لودہی اور سوری خاندان کی تاریخیں

سلاطین تیموریہ کی تاریخیں

بابر (سنہ ۹۹ھ ـ سنہ ۹۳۷ھ)

ہمایون (سنہ ۹۳۷ھ ـ سنہ ۹۶۳ھ)

اکبر (سنہ ۹۶۳ھ ـ سنہ ۱۰۱۲ھ)

جہانگیر (سنہ ۱۰۱۲ھ ـ سنہ ۱۰۳۷ھ)

شاہ جہاں (سنہ ۱۰۳۷ھ ـ سنہ ۱۰۶۹ھ)

اورنگ زیب عالمگیر (سنہ ۱۰۶۸ تا سنہ ۱۱۱۸)

جانشینان اورنگ زیب عالمگیر

سلاطین تیموریہ کی عالم تاریخیں

امرائے تیموریہ کے تذکرے

سلاطین دہلی کے معاصر فرمانرواؤں کی تاریخیں

سندھ

کشمیر

گجرات

سلاطین بہمنیہ و نظام شاہیہ

سلاطین عادل شاہیہ

افاغنہ

بنگالہ

کرناٹک

میسور

اوراق مابعد کو ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے سے پہلے کسی طول وطویل تمہید یا مقدمہ کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اس قدر بتا دینا ضروری ہے کہ شائقین تاریخ کو ہندوستان کے دور اسلامی کے تحقیقی اور معتبر و مستند ماخذات کی جانب متوجہ کرنے کے لئے یہ اوراق مرتب کئے گئے ہیں۔ اوران میں فارسی زبان کی ایسی تاریخوں کے توضیحی تبصرے مرقوم ہیں جو عہد تالیف سے ہمارے عہد تک مشہور و متداول اور قابل استناد سمجھے گئے ہیں۔

ہم نے تبصروں کے لئے صرف ایسی کتابیں انتخاب کی ہیں جو چھپ گئی ہیں، اور ہر جگہ مل جاتی ہیں۔ یا اون کے مخطوطے ہندوستان کے بڑے بڑے کتب خانوں میں محفوظ ہیں اور اون تک بآسانی رسائی ہو سکتی ہے۔ یا اُن کے ترجمے انگریزی یا اردو زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ ایسی کتابوں کو ہم نے ارادتاً چھوڑ دیا ہے جن کا مہیا کرنا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔

ہمیں توقع ہے کہ یہ چھوٹی سی کتاب شائقین تاریخ کے لیئے ایک رہنما کا کام دیگی اور اس کی مدد سے انھیں معلوم ہو جائے گا کہ ہند اسلامی کے مختلف ادوار کی نسبت کن کن کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ اور مختلف خاندانوں اور مختلف اقطاع کے حکمرانوں کی نسبت کون کونسی کتابیں کار آمد

ہوسکتی ہیں۔

ان اوراق کی ترتیب و تدوین میں ہم نے اون تمام کتابوں سے استفادہ کیا ہے جن کے تبصرے مرقوم ہیں۔ سوا ان کے دوسرے متفرق معلومات کے اخذ کرنے میں ہم نے جو کتابیں استعمال کی ہیں اون میں سے بعض ضروری کتابوں کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

پروفیسر ولسن کی کتاب مخزونہ کرنل میکنزی مطبوعہ ۱۸۱۸ء۔

سر جان الیٹ کا بائبلیو گرافیکل انڈکس۔ مطبوعۂ کلکتہ۔

سر جان الیٹ کی تاریخ ہندوستان مطبوعۂ لندن۔

ڈاکٹر لیبر کا مضمون ہندوستان کی تاریخوں پر مندرجۂ رسال ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال۔

ڈاکٹر ریو کی فہرست مخطوطات فارسی متعلقہ مخزونہ۔ برٹش میوزیم۔

ڈاکٹر ایتھے کی فہرست مخطوطات فارسی متعلقہ کتبخانہ انڈیا آفس

مارلی کی فہرست مخطوطات تاریخی مطبوعۂ لندن۔

گارسن دی تاسی کی تاریخ ادبیات ہندی و ہندوستانی۔

مولانا غلام علی آزاد بلگرامی کی ماثر الکرام مطبوعۂ آگرہ۔

〃 〃 〃 〃 سرو آزاد مطبوعۂ لاہور

رحمٰن علی ریوانی کا تذکرۂ علمائے ہند مطبوعۂ لکھنؤ۔

قدرت اللہ خاں گوپاموی کی نتایج الافکار مطبوعۂ مدراس۔

حکیم سید شمس اللہ قادری

حیدرآباد دکن

۲۵ نومبر ۱۹۳۲ء

مورخین ہند

عام تاریخیں

۱

طبقات اکبری

تصنیف ملا نظام الدین احمد بن محمد مقیم ہروی

ہندوستان کے حکومت اسلامیہ کی عام تاریخ ہے۔ جس میں امیر ناصر الدین سبکتگین کے آغاز حکومت (۳۶۷ھ م ۹۷۷ء) سے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے اڑتیسویں سال جلوس (۱۰۰۲ھ م ۱۵۹۳ء) تک واقعات ہیں۔

اس کا مصنف ملا نظام الدین احمد بن محمد مقیم ہروی شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری (تولد ۳۹۶ھ ۱۰۰۵ء وفات ۴۸۱ھ ۱۰۹۳ء) کی اولاد سے ہے جو ہرات کے مشہور بزرگ اور پیر ہرات کے لقب سے مشہور تھے۔ محمد مقیم ابتداً بابر بادشاہ کے زمانہ میں

دفتر دیوانی میں ملازم ہوا۔ بابر کی وفات کے بعد جب ہمایوں نے گجرات فتح کیا اور مرزا عسکری کو وہاں کا گورنر بنایا تو مرزا محمد مقیم کو اُس کا وزیر مقرر کر دیا۔ ہمایوں جب شیر شاہ سے شکست کھا کر ایران کو چلا گیا تو یہ بھی اُس کے ہمراہ موجود تھا۔

نظام الدین اکبر کی تخت نشینی (۹۶۳ھ) سے چار یا پانچ سال پہلے ۹۵۸ھ یا ۹۵۹ھ میں پیدا ہوا اور سن رشد کو پہونچ کر شاہی لشکر میں ملازم ہو گیا۔ اکبر نے اپنے جلوس کے اونتیسویں سال (۹۹۱ھ) اعتماد خاں کو گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا تو نظام الدین کو صوبہ کا بخشی بنا دیا۔ اور اس نے کئی سال اس خدمت کو نیک نامی کے ساتھ انجام دیا۔ جلوس کے سینتیسویں سال (۱۰۰۰ھ) مرزا جعفر آصف خاں روشنائیوں کی مہم پر روانہ ہوا تو نظام الدین لشکر کا میر بخشی قرار پایا۔ جلوس کے اونتالیسویں سال ۲۳ صفر ۱۰۰۳ھ کو پینتالیس سال کی عمر میں تپ محرقہ سے اس نے انتقال کیا۔ اور لاہور میں مدفون ہوا۔ ملا عبدالقادر بدایونی کے ساتھ اس کے دوستانہ تعلقات تھے۔ ملا صاحب نے اس کی وفات کا حال افسوس ناک الفاظ میں لکھا ہے۔ اور ذیل کا قطعہ تاریخ منظوم کیا ہے

منتخب التواریخ طبع لکھنو صفحہ ۲۷۳۔

رفت میرزا نظام دیں احمد	سوئے عقبیٰ و حیف و زیں بارفت
گوہر او ز بسکہ عالی بود	در جوار ملک تعالیٰ رفت
قادری یافت سال تاریخش	گوہرے بے بہا ز دنیا رفت

نظام الدین نے ۱۰۰۱ھ میں جلوس اکبری کے سینتیسویں سال اس کتاب کی تالیف شروع کی اور ۱۰۰۲ھ کے اخیر ایام میں اپنی وفات سے چند ماہ پہلے اختتام کو پہونچایا اور اٹھائیس کتابوں سے جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے اس کی ترتیب و تدوین میں مدد لی ہے

(۱) تاریخ یمینی (۲) زین الاخبار (۳) روضۃ الصفا (۴) تاج المآثر
(۵) خزاین الفتوح (۶) تغلق نامہ (۷) طبقات ناصری (۸) تاریخ فیروز شاہی

(۹) فتوحات فیروز شاہی (۱۰) تاریخ مبارک شاہی (۱۱) تاریخ فتوح السلاطین (۱۲) تاریخ محمود شاہی مندوی کلاں

(۱۳) تاریخ محمود شاہی مندوی خورد (۱۴) تاریخ محمود شاہی گجراتی (۱۵) ماثر محمود شاہی گجراتی (۱۶) تاریخ محمدی

(۱۷) تاریخ بہادر شاہی (۱۸) تاریخ بہمنی (۱۹) تاریخ ناصری (۲۰) تاریخ مظفر شاہی

(۲۱) تاریخ میرزا حیدر دوغلات (۲۲) تاریخ کشمیر (۲۳) تاریخ سندھ (۲۴) تاریخ بابری

(۲۵) واقعات بابری (۲۶) تاریخ ابراہیم شاہی (۲۷) واقعات مشتاقی (۲۸) واقعات ہمایونی

طبقات اکبری ایک مقدمہ نو طبقات اور ایک خاتمہ پر منقسم ہے۔

مقدمہ در ذکر سلاطین آل سبکتگین سنہ ۳۶۷ھ سنہ ۵۸۲ھ سنہ ۹۷۷ء سنہ ۱۱۸۶ء

طبقہ اول ۔ ذکر سلاطین دہلی ۔ سلطان معز الدین محمد بن سام کے زمانہ سے اکبر کے اڑتیسویں سال جلوس تک ۔ سنہ ۵۷۴ھ سنہ ۱۰۰۲ھ سنہ ۱۱۷۸ء سنہ ۱۵۹۳ء

طبقہ دوم ۔ ذکر سلاطین دکن	سنہ ۷۴۸ھ	سنہ ۹۸۰ھ ۔	سنہ ۱۳۴۷ء	سنہ ۱۵۹۳ء
طبقہ سوم ۔ ذکر سلاطین گجرات	سنہ ۷۹۳ھ	سنہ ۹۸۰ھ	سنہ ۱۳۰۰ء	سنہ ۱۵۷۲ء
طبقہ چہارم ۔ ذکر سلاطین بنگالہ	سنہ ۷۴۱ھ	سنہ ۹۸۴ھ	سنہ ۱۳۴۰ء	سنہ ۱۵۷۶ء
طبقہ پنجم ۔ ذکر سلاطین مالوہ	سنہ ۸۰۹ھ	سنہ ۹۷۷ھ	سنہ ۱۴۰۶ء	سنہ ۱۵۶۹ء
طبقہ ششم ۔ ذکر سلاطین جون پور	سنہ ۷۸۴ھ	سنہ ۸۸۱ھ	سنہ ۱۳۸۲ء	سنہ ۱۴۷۶ء
طبقہ ہفتم ۔ ذکر سلاطین سندھ	سنہ ۸۶ھ	سنہ ۱۰۰۱ھ	سنہ ۷۰۵ء	سنہ ۱۵۹۲ء
طبقہ ہشتم ۔ ذکر سلاطین کشمیر	سنہ ۷۴۷ھ	سنہ ۹۹۵ھ	سنہ ۱۳۴۶ء	سنہ ۱۵۸۶ء
طبقہ نہم ۔ ذکر سلاطین ملتان	سنہ ۸۴۷ھ	سنہ ۹۲۳ھ	سنہ ۱۴۴۳ء	سنہ ۱۵۱۷ء

خاتمہ ۔ ذکر بعضے خصوصیات ہندوستان

طبقات اکبری اگرچہ تاریخی اغلاط سے خالی نہیں ہے اور بالخصوص اس میں سنین کی غلطیاں کثرت سے موجود ہیں لیکن باوجود اس کے ہندوستان کی عام تاریخوں میں ایک خاص وقعت اور اہمیت رکھتی ہے کیونکہ یہ سب سے پہلی کتاب ہے جو اس موضوع پر

تصنیف ہوئی ہے اور اس کا طرز ترتیب اس درجہ پسندیدہ ہے کہ مورخین مابعد نے اسی کا اتباع کیا ہے۔ فرشتہ نے اپنی مشہور تاریخ بالکل اسی کے نمونہ پر لکھی ہے۔ یہ ہی کتاب بدایونی کی منتخب التواریخ کا ماخذ ہے۔ مصنف ماثر رحیمی نے اس کے تاریخی اقتباسات کثرت سے اپنی تاریخ میں لکھی ہیں۔ قریب قریب یہ ہی حال خلاصۃ التواریخ۔ لب التواریخ اور بہت سی دوسری تاریخوں کا ہے۔

طبقات اکبری ۱۸۷۵ء میں مطبع نول کشور میں چھپی ہے۔ مسٹر ڈے نے اس کا ابتدائی حصہ جس میں فیروز شاہ کے عہد حکومت تک حالات ہیں ۱۹۱۳ء میں سلسلہ کتب ہندیہ میں چھپوایا ہے اور اس کا انگریزی میں ترجمہ بھی کیا ہے جو ۱۹۱۴ء میں اسی سلسلہ میں چھپ کر شایع ہوا ہے۔

بلاک مین کا ترجمہ آئین اکبری جلد اول ص ۴۲۰۔ الیٹ کا انڈکس ص ۱۸۰ تا ص ۱۹۴۔ الیمیٹ کی تاریخ جلد پنجم ص ۱۷۶ تا ص ۴۷۷۔ ریوج اص ۲۲۰۔ ناسولیس کا مضمون ہندوستان کی تاریخوں پر مندرجہ رسالہ اشیاٹک سوسائٹی بنگال سلسلہ جدید جلد سوم ص ۱۵۴۔

(۲)

منتخب التواریخ

تصنیف ملا عبدالقادر بدایونی

ہندوستان کی عام تاریخ ہے اس میں سلاطین غزنویہ کے آغاز حکومت سے اکبر کے چالیسویں سال جلوس ۱۰۰۴ھ تک دہلی کی سلطنت اسلامیہ کے حالات تحریر ہیں۔

ملا صاحب ۹۴۷ھ یا ۹۴۹ھ میں بدایون کے قصبہ تونده میں پیدا ہوئے۔ شیخ مبارک ناگوری کے شاگرد تھے۔ ۹۸۱ھ میں جمال خاں قورچی اور عین الملک شیرازی کی سفارش سے اکبر کے دربار میں پہونچے۔ چہار شنبہ کے روز نماز میں بادشاہ کی امامت کیا

کرتے تھے۔ اس لئے ان کا لقب امام اکبر بادشاہ ہوگیا تھا۔ ۲۳ر جمادی الثانی ۱۰۰۴ھ کو بدایون میں ان کا انتقال ہوا ہے (خزانہ عامرہ صفحہ ۳۲۳) ان کے مفصل حالات کے لئے دیکھئے بلاک مین کا ترجمہ آئین اکبری جلد اول ص ۱۰۴۔ اور مولانا آزاد دہلوی کی دربار اکبری۔ ص ۴۱۹

ملا صاحب نے اس تاریخ میں ابواب و فصول قائم نہیں کئے ہیں لیکن اُن کے مضامین اپنی نوعیت کے لحاظ سے ازخود تین مختلف حصوں میں منقسم ہوگئے ہیں۔

(۱) سلاطین دہلی کے واقعات۔ امیر ناصر الدین سبکتگین کے زمانہ (۳۶۷ھ ۹۷۷ء) سے ہمایون کی وفات (۹۶۳ھ) تک

(۲) جلال الدین اکبر کے حالات تخت نشینی سے چالیسویں سال جلوس تک

(۳) مشاہیر عہد کا تذکرہ۔ اس میں ان امرا و فقرا، علما حکما اور شعرا کا احوال مذکور ہے جو اکبر کے معاصر اور ہندوستان میں گذرے ہیں۔

یہ کتاب (۱۰۰۴ھ ۱۵۹۶ء) میں تصنیف ہوی ہے۔ اور اس میں ملا صاحب نے سلاطین کے حالات تاریخ مبارک شاہی اور طبقات اکبری سے اخذ کیے ہیں۔ شعرا کا تذکرہ علاء الدولہ قزوینی کی نفایس المآثر سے منتخب کیا ہے۔ اس کا کارآمد حصہ وہ ہے جس میں عہد اکبری کے واقعات ہیں اور اس کو ملا صاحب نے اپنے عینی شاہدات کی بنا پر تحریر کیا ہے۔

منتخب التواریخ ۱۸۶۸ء میں بہ مقام لکھنو ایک جلد میں چھپی ہے۔ قریب قریب اسی زمانہ میں ڈاکٹر ناسولیس نے تین جلدوں میں سلسلہ کتب ہندیہ میں بہ مقام کلکتہ ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۹ء عرصہ چھ سال میں چھپوایا ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ ۱۸۹۵ء سے ۱۹۱۴ء تک تین جلدوں میں سلسلہ کتب ہندیہ میں شایع ہوا ہے۔ پہلی جلد کو رانکنگ نے دوسری کو لوئی نے اور تیسری کو ہیگ نے ترجمہ کیا ہے۔ اس سے پہلے ڈاکٹر ولسن نے صرف اس حصہ کا ترجمہ کیا تھا جس میں اکبر کے حالات ہیں اور یہ ڈاکٹر موصوف کے مجموعہ

تصنیفات کی دوسری جلد میں ص ۲۷۹ سے ص ۴۰۰ تک موجود ہے۔ اردو میں مولوی احتشام الدین مرادآبادی نے ترجمہ کیا ہے جو ۱۸۵۹ء میں مطبع نول کشور لکھنو میں چھپا ہے۔

ناسولیس کا مضمون ص ۴۵۵۔ ایلیٹ کا انڈکس ص ۱۱۲ تا ص ۲۵۰۔ ایلیٹ کی تاریخ جلد پنجم ص ۴۷۷ تا ص ۵۹۴

(۳)

ذکر الملوک

تصنیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی

ہندوستان کی عام تاریخ ہے۔ سلطان معزالدین محمد بن سام کے زمانہ سے شہنشاہ اکبر کے جلوس تک واقعات ہیں۔

شیخ عبدالحق ہندوستان کے علمائے عظام سے ہیں۔ علوم دینیہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ عنفوان شباب میں حج بیت اللہ کے لیے حجاز کا سفر کیا اور وہاں شیخ عبدالوہاب متقی کے حلقۂ درس میں شریک ہوکر علم حدیث کی تکمیل کی۔ ۹۵۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۵۲ھ میں جہانگیر کے عہد میں انتقال کیا۔ علوم دینیہ اور بالخصوص حدیث۔ سیر اور تصوف میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں جن کی مجموعی تعداد پچاس سے زیادہ ہے۔

سبحۃ المرجان ص (۵۲) ماثرالکرام ص ۲۰۰ تذکرۂ علمائے ہند ص ۱۰۹

آپ نے مشائخین اور فقرائے ہندوستان کا ایک مبسوط و مفصل تذکرہ لکھا ہے۔ جو اخبارالاخیار کے نام سے موسوم ہے اس میں مشائخین کے حالات ہیں اور ۱۲۸۳ھ اور ۱۳۰۹ھ میں دوبارہ دہلی میں طبع ہوا ہے

دیباچہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد بن سام کے فتح ہندوستان سے سلطان ناصرالدین

محمود بن شمس الدین التمش کے جلوس تک جو زمانہ گزرا ہے اس کے حالات طبقات ناصری سے ماخوذ ہیں۔ غیاث الدین بلبن سے فیروز شاہ تک آٹھ بادشاہوں کا تذکرہ تاریخ فیروز شاہی سے منقول ہے۔ اس کے بعد اکبر کے جلوس تک جن بادشاہوں نے حکومت کی ہے ان کے واقعات معتبر روایات اور عینی شاہدات کی بنا پر تحریر کئے ہیں۔

یہ کتاب جلوس اکبر کے چالیسویں سال ۱۰۰۵ھ میں تصنیف ہوی ہے اور شیخ نے جس بیت سے اس کی تاریخ نکالی ہے وہ ذیل میں درج ہے :۔

ناقص چو فتاد سال تاریخش را　　　　از ذکر ملوک یازدہ ناقص کن

ذکر ملوک کے اعداد (۱۰۱۶) ہیں۔ ان سے (۱۱) عدد ناقص کریں تو ۱۰۰۵ھ ہجری حاصل ہوتا ہے۔

مضامین کی تفصیل ذیل میں درج ہے :۔

(۱) تذکرہ سلاطین دہلی	(۲) ذکر سلاطین بنگالہ
(۳) ذکر سلاطین جون پور	(۴) ذکر سلاطین مالوہ
(۵) ذکر سلاطین گجرات	(۶) ذکر سلاطین دکن
(۷) ذکر سلاطین ملتان	(۸) ذکر سلاطین کشمیر

شیخ نے اس کتاب کا نام ذکر الملوک رکھا ہے۔ لیکن عام طور پر تاریخ حقی کے نام سے مشہور ہے۔

ایلیٹ کا انڈکس ص (۲۷۳) تا ص (۲۸۰) ایلیٹ کی تاریخ جلد ششم ص (۱۷۵) تا ص (۱۸۱) ریو جلد اول ص ۲۲۴ مارلے ص (۶۲)

شیخ فرید بخاری (وفات ۱۰۲۵ھ) جہانگیر کے دربار میں ایک جلیل القدر امیر گذرا ہے اس کی فرمایش سے شیخ کے فرزند نور الحق مشرقی نے ہندوستان کی ایک مختصر تاریخ لکھی اس کا نام زبدۃ التواریخ ہے اور ۱۰۲۰ھ میں تمام ہوئی ہے۔ یہ تاریخ حقیقت میں ذکر الملوک

کا ترمیم شدہ نسخہ ہے۔ اس میں نورالحق نے زمانہ تصنیف تک سلاطین دہلی اور ان کے ہم عصر بادشاہوں کا تذکرہ اضافہ کردیا ہے۔ ایلیٹ کی تاریخ جلد ششم ص (۱۸۲)۔ ریو جلد اول ص ۲۲۳)

(۴)

تاریخ فرشتہ

تصنیف حکیم محمد قاسم فرشتہ ابن غلام علی ہندو شاہ استرآبادی

ہندوستان کی عام تاریخ ہے۔ جس میں قدیم زمانہ سے ۱۰۱۵ھ تک واقعات ہیں۔ فرشتہ ۹۶۰ھ کے قریب استرآباد میں پیدا ہوا۔ ابتدائے عمر میں اپنے والد کے ساتھ ہندوستان میں آکر احمد نگر میں مقیم ہوا۔ اس وقت احمد نگر میں مرتضیٰ نظام شاہ (۹۷۲ھ۔ ۹۹۶ھ) کی حکومت تھی باپ اور بیٹا دونوں نے دربار میں رسائی حاصل کرلی۔ مرتضیٰ شاہ نے ہندو شاہ کو اپنے فرزند میراں حسین کا اتالیق مقرر کردیا۔ مرتضیٰ کے بعد میراں حسین برسر حکومت ہوا اور کم وبیش ایک سال حکومت کرنے کے بعد ۹۹۷ھ میں معزول کردیا گیا۔ میراں حسین کے عہد میں فرشتہ احمد نگر میں مقیم رہا۔ اس کے بعد وہاں سے نکل کر ۹۹۸ھ میں بیجاپور میں آیا اور عادل شاہی دربار میں باریاب ہوگیا۔ سلطان ابراہیم عادل شاہ (۹۸۸ھ۔ ۱۰۳۰ھ) کے حکم سے اس نے اپنی تاریخ لکھنی شروع کی جو ۱۰۱۵ھ میں اختتام کو پہونچی اور اسے گلشن ابراہیمی کے نام سے موسوم کیا۔ لیکن یہ نام عام طور پر مشہور نہیں ہوا۔ فرشتہ کا سال وفات معلوم نہیں۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ اس نے بہت بڑی عمر پائی ہے۔ کیونکہ اس نے خاندیس کی سلطنت فاروقیہ کے انقراض کا تذکرہ کرتے ہوئے بہادر خاں فاروقی کی وفات کا ذکر کیا ہے جو جہانگیر کے عہد میں ۱۰۳۳ھ میں واقع ہوئی ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ فرشتہ ۱۰۳۳ھ میں بقید حیات

وجود تھا۔

فرشتہ نے تاریخ کے علاوہ ایک کتاب علم طب میں لکھی ہے جس کا نام دستورالاطبا ہے اس میں ہندوں کے طریق علاج اور ہندی ادویہ کے افعال وخواص بیان کئے ہیں۔ یہ کتاب امرتسر میں سنہ ۱۹۰۱ع میں چھپی ہے۔

فرشتہ نے اپنی تاریخ (۳۳) کتابوں سے اخذ کی ہے ان میں سے (۲۵) کتابیں وہی ہیں جو طبقات اکبری کا ماخذ ہیں انکے علاوہ دس کتابوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) ملحقات طبقات ناصری شیخ عین الدین بیجاپوری (۲) تاریخ بناکتی (مطبوعہ نسخہ میں غلطی سے تاریخ بنائے گیتی لکھا گیا ہے) (۳) سراج التواریخ ملا محمد لاری (۴) تاریخ ملا احمد تھتھوی (۵) حبیب السیر (۶) تاریخ حاجی محمد قندھاری (۷) فوایدالفواد (۸) خیرالمجالس (۹) خیرالعارفین (۱۰) طبقات اکبری

فرشتہ نے اپنی تاریخ کو ایک مقدمہ بارہ مقالے اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا ہے۔

مقدمہ ۔ ذکر راجگان ہنود۔ وکیفیت ظہور اسلام در بلاد ہندوستان

مقالہ اول ۔ ذکر سلاطین لاہور

مقالہ دوم ۔ ذکر سلاطین دہلی۔ سلطان معزالدین محمد بن سام کے زمانہ سے اکبر کی وفات تک۔

مقالہ سوم ۔ ذکر سلاطین دکن۔

روضہ اول ۔ ذکر سلاطین بہمنیہ

روضہ دوم ۔ ذکر سلاطین بیجاپور ملقب بہ عادل شاہ

روضہ سوم ۔ ذکر سلاطین احمدنگر ملقب بہ نظام شاہ

روضہ چہارم ۔ ذکر سلاطین تلنگانہ ملقب بقطب شاہ

روضہ پنجم ۔ ذکر شاہان برار ملقب بعماد شاہ

روضہ ششم ۔ ذکر شاہان بیدر ملقب بہ برید شاہ

مقالہ چہارم - ذکر شاہان گجرات

مقالہ پنجم - ذکر شاہان مالوہ

مقالہ ششم - ذکر سلاطین خاندیس

مقالہ ہفتم (۱) ذکر سلاطین بنگالہ

(۲) ذکر سلاطین جون پور

مقالہ ہشتم - ذکر سلاطین ملتان

مقالہ نہم - ذکر سلاطین سندہ

مقالہ دہم - ذکر سلاطین کشمیر

مقالہ یازدہم - ذکر حکام ملیبار و کیفیت پرتگیزان ہندوستان

مقالہ دوازدہم - ذکر مشائخین ہندوستان

خاتمہ کیفیت ہندوستان

ایلیٹ کا انڈکس ص ۳۱ تا ص ۳۳۹ ایلیٹ کی تاریخ جلد ششم

جلد ششم ص ۲۰۷ تا ص ۲۳۶ - ریوج اول ص ۲۲۵ - مارلے ص ۶۵ تا ص ۶۶

بمبئی کے گورنر اور مشہور مورخ لارڈ الفنسٹن نے تاریخ فرشتہ کو نہایت اہتمام کے ساتھ بڑی تقطیع کی دو ضخیم جلدوں میں ۱۸۳۲ء میں بمبئی میں چھپوایا ہے - اس کے بعد لکھنو کے مطبع منشی نولکشور نے اس کے متعدد ایڈیشن شایع کئے ہیں - (۱۸۶۴ء ۱۸۶۵ء ۱۸۸۴ء)

انگریزی میں اس کے متعدد ترجمے ہوئے ہیں - اسکندر دیو نے مقالہ اول و دوم کا ترجمہ کیا ہے جس میں سلاطین لاہور و دہلی کا تذکرہ ہے - اور تاریخ ہندوستان کے نام سے ۱۷۶۸ء میں بمقام لندن دو جلدوں میں چھپا ہے - میجر اسکاٹ نے مقالہ سوم کا ترجمہ کیا ہے جس میں سلاطین دکن کے حالات ہیں اور ۱۷۸۶ء میں تاریخ دکن کے نام سے دو جلدوں میں چھپا ہے - اینڈرسن نے گیارھویں مقالہ کا ترجمہ کیا ہے جس میں ملیبار کے

حالات ہیں اور اکاونٹ آف ملیبار کے عنوان سے کلکتہ کے رسالہ ایشیاٹک مسلیینی میں ۱۸۹۶ء میں شایع ہوا ہے۔ کامل کتاب کا ترجمہ جیمس برگس نے چار جلدوں میں کیا ہے جو ۱۸۲۹ء میں بہ مقام لندن اور ۱۹۰۸ء میں بہ مقام کلکتہ چھپا ہے۔

اردو میں بھی اس کے متعدد ترجمے ہوئے ہیں۔ کامل کتاب کا ترجمہ دو ضخیم جلدوں میں ۱۳۰۹ھ میں مطبع منشی نول کشور میں طبع ہوا ہے۔ مولوی حیدر علی بجنوری نے سررشتۂ تعلیم پنجاب کی فرمایش سے ابتدائی تین مقالوں کا ترجمہ کیا ہے جو دو جلدوں میں بہ مقام بجنور طبع ہوا ہے۔ پہلی جلد میں سلاطین لاہور و دہلی کے حالات ہیں اور اس کا نام تحفۃ الملوک ہے۔ دوسری جلد میں سلاطین بہمنیہ کا تذکرہ ہے اور اسے سلطان التواریخ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ حال میں ایک ترجمہ حیدر آباد کی عثمانیہ یونیورسٹی کے سررشتہ تالیف و ترجمہ نے شایع کیا ہے۔ اس کے مترجم کا نام فدا علی طالب ہے۔ اس کی دو جلدیں شائع ہوئی ہیں جن میں ابتداء سے سلطان جلال الدین اکبر کی وفات تک واقعات ہیں۔ کتاب کے آخر میں ایک حصہ تعلیقات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس میں تاریخی حواشی مترجم نے اور جغرافیائی حواشی مولوی سید ہاشمی فرید آبادی نے لکھے ہیں۔

۵

خلاصۃ التواریخ

تصنیف منشی سوجان رائے ساکن بٹالہ

ہندوستان کی عام تاریخ۔ جس میں قدیم زمانہ سے اورنگ زیب عالمگیر کی تخت نشینی تک واقعات ہیں۔

مصنف کے نام میں اختلاف ہے ایلیٹ نے سبحان اے اور گارسن دی ٹاسی نے سوجان رائے لکھا ہے۔ بعض قلمی نسخوں میں کاتبوں نے جو خاتمے لکھے ہیں ان سے آخرالذکر

بیان کی صحت ظاہر ہوتی ہے۔ سوجان رائے نے اس تاریخ کے علاوہ اور بھی کتابیں تصنیف کی ہیں مثلاً شاہ نامہ فردوسی کا نثر خلاصہ جو ۱۰۹۳ھ میں تمام ہوا ہے خلاصۃ الانشا جس میں فن انشار کی چوبیس کتابوں سے اخذ کرکے نامور انشا پردازوں کے مختلف تحریرات جمع کئے ہیں۔ خلاصۃ المکاتیب جس میں خطوط نویسی کے آداب و قواعد مذکور ہیں۔
مصنف نے خلاصۃ التواریخ کی تالیف میں چھبیس کتابوں سے مدد لی ہے اور دو سال کے عرصہ میں جلوس عالمگیری کے چالیسویں سال ۱۱۰۷ھ کے اخیر ایام میں اس کو تمام کیا ہے۔

مضامین کی ترتیب و تقسیم اس طرح پر ہے۔

۱۔ ہندوستان کا جغرافیہ

۲۔ تاریخ راجگان ہندوستان۔ راجہ جدہشتر کے زمانہ سے فتوحات اسلام تک۔

۳۔ تاریخ سلاطین ہندوستان۔ امیر ناصرالدین سبکتگین کے زمانہ سے ابراہیم لودھی کے انقراض تک۔

۴۔ تاریخ سلاطین تیموریہ۔ بابر بادشاہ کے فتح ہندوستان سے اورنگ زیب عالمگیر کی تخت نشینی تک۔

مصنف نے سلاطین ہندوستان کے حالات بیان کرتے ہوئے ضمناً ان کے معاصر سلاطین کا تذکرہ بھی لکھ دیا ہے مثلاً بابر کے حالات میں سلاطین ملتان کا ذکر آیا ہے۔ اکبر کے حالات میں سلاطین مالوہ، گجرات، بنگال، کشمیر، سندھ، اور دکن کے واقعات مرقوم ہیں۔
ڈاکٹر جان گل کرسٹ کی فرمایش سے اس کے ابتدائی حصہ کو جس میں ہندوستان کا جغرافیہ اور راجگان ہندوستان کا تذکرہ مذکور ہے۔ میر شیر علی افسوس نے ۱۸۰۵ء میں زبان اردو میں ترجمہ کیا اور اس کا نام آرایش محفل رکھا ہے۔
خلاصۃ التواریخ کو مولوی ظفر حسن نے ۱۹۱۸ء میں دہلی میں چھپوایا ہے۔ آرایش محفل

۱۸۷۱ء میں کلکتہ میں اور ۱۸۶۹ء میں لکھنو میں چھپی ہے۔ اس کا جغرافیائی حصہ بطور انتخاب کے جان شکسپیر نے اپنے مجموعہ منتخبات ہندی میں شامل کیا ہے جو ۱۸۱۸ء میں بہ مقام لندن طبع ہوا ہے۔

مارلے ص ۶۹۔ ایلیٹ کی تاریخ جلد ہشتم ص ۵ تا ص ۱۲۔ ناسولیس کا مضمون ص ۲۳۴۔ گارسن دی ٹاسی کی تاریخ ادب ہندی و ہندوستانی جلد اول ص ۱۳۱۔ ایتھی ۳۶۲/۳۶۴
ہندوستان کی غیر مشہور تاریخوں میں ایک مختصر التواریخ بھی ہے۔ جو شاہ جہان کے عہد میں تصنیف ہوی ہے۔ اس میں راجہ جدہشتر کے زمانہ سے شاہ جہاں کے جلوس تک سلاطین دہلی کے حالات مذکور ہیں (ایلیٹ کی تاریخ جلد ہشتم ص ۱۱) ایلیٹ کا بیان ہے کہ سوجان رائے نے اسی کتاب پر اپنی تاریخ کا سنگ بنیاد رکھا ہے اور اس کے اغلب اجزا کو لفظ بہ لفظ اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ یہاں تک کہ اصل عبارتوں کے ساتھ وہ اشعار بھی خلاصتہ التواریخ میں بجنسہ موجود ہیں جنھیں مختصر التواریخ کے مصنف نے کتاب میں موقع بہ موقع درج کئے ہیں۔ یہ ہی کیفیت سیر المتاخرین کی ہے اس کی پہلی جلد میں جو مقدمہ سیر المتاخرین کے نام سے موسوم ہے مصنف نے بعض عبارتوں کو ترمیم کر کے خلاصتہ التواریخ کو حرف بحرف نقل کر لیا ہے۔

جغرافیائی تاریخیں

۶

چہار گلشن

تصنیف رائے چترمن

ہندوستان کی جغرافیانہ تاریخ۔ جس میں قدیم زمانہ سے ۱۱۷۳ھ تک واقعات ہیں۔
مصنف نے اس کو وزیر غازی الدین خاں بہادر کی فرمایش سے ۱۱۷۳ھ میں جبکہ احمد شاہ ابدالی نے دہلی پر دوسری بار حملہ کیا تھا) تصنیف کیا اور اخبار النوادر اس کا نام رکھا لیکن اس کا مسودہ پریشان و پراگندہ حالت میں تھا۔ جس کو مصنف کے پوتے منشی چندربھان نے ۱۲۰۴ھ میں ازسرنو مرتب کیا اور مصرعہ ذیل سے اس کی تاریخ نکالی۔

دایما سیراب با دا چار گلشن در جہاں

یہ کتاب چار فصلوں میں منقسم ہے۔ ہر فصل گلشن کے نام سے موسوم ہے اور اسی مناسبت سے چہار گلشن کہلاتی ہے۔

گلشن اول۔ ہندوستان کے پندرہ صوبوں کا بیان (۱) دہلی (۲) اکبرآباد (۳) لاہور (۴) ملتان (۵) تتہ (۶) کشمیر (۷) اڈریسہ (۸) بنگالہ (۹) بہار (۱۰) الہ آباد (۱۱) اودہ (۱۲) اجمیر (۱۳) گجرات۔

(۱۴) مالوہ (۱۵) کابل

گلشن دوم دکن کے چھ صوبوں کا بیان (۱) برار (۲) خاندیس (۳) اورنگ آباد
(۴) بیجاپور (۵) گولکنڈہ (۶) بیدر

گلشن سوم - ہندوستان کے راستوں کا بیان - جو دہلی سے مختلف صوبوں تک گزرتے ہیں۔

گلشن چہارم - مسلمان اور ہندو فقراء کے مختلف فرقوں کا تذکرہ -

گلشن اول میں سلاطین ہندوستان کی تاریخ راجہ جدھشٹر کے زمانہ سے شاہجہان ثانی کے جلوس تک تحریر ہے۔ گلشن دوم میں دکن کے حسب ذیل شاہی خاندانوں کا تذکرہ مرقوم ہے -

(۱) سلاطین بہمنیہ (۲) سلاطین عادل شاہیہ (۳) سلاطین نظام شاہیہ
(۴) سلاطین قطب شاہیہ (۵) سلاطین عماد شاہیہ (۶) سلاطین برید شاہیہ
(۷) سیواجی اور سمبھاجی کا احوال

ہر صوبہ میں جس قدر زیارت گاہیں، شاہی قلعے۔ دریا، پہاڑ، مشہور مقام، ضلعے پرگنے واقع ہیں اُن کی تفصیل بھی درج ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ شہروں کے تحت میں ان مشاہیر صوفیہ کا تذکرہ بھی لکھا ہے جو یہاں مدفون ہیں۔

الیٹ کی تاریخ جلد ہشتم ص ۲۵۵ ریو جلد اول صہ ۲۳۰

پروفیسر جادو ناتھ سرکار نے اپنی کتاب ہندوستان بعہد اورنگ زیب میں اس کتاب کے بہت سے جغرافیانہ اقتباس نقل کیے ہیں۔

حقیقت ہائے ہندوستان

تصنیف لالہ لچھمی نارائن شفیق

یہ کتاب بھی مثل چہار گلشن کے ہندوستان کی جغرافیانہ تاریخ ہے اور ۱۲۰۴ھ ۱۷۸۹ء میں حیدر آباد میں تصنیف ہوئی ہے۔

مصنف اس کا نواب نظام الملک آصف جاہ اول کے دیوان لالہ منسا رام کا فرزند اور میر غلام علی آزاد بلگرامی کا شاگرد ہے۔ ۲ صفر ۱۱۵۸ھ کو اورنگ آباد میں اس کی ولادت ہوئی تھی۔ تاریخ و تراجم میں اس نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً (۱) تمنیق شگرف۔ دکن کی تاریخ ہے (۲) ماثر آصفی۔ شاہان آصفیہ کی تاریخ ہے۔ (۳) بساط الغنائم۔ مرہٹوں کی تاریخ ہے (۴) ماثر حیدری۔ حیدر علی اور اس کے نامور فرزند ٹیپو سلطان کی تاریخ ہے (۵ و ۶) گل رعنا اور شام غریباں۔ فارسی شعراء کے تذکرے ہیں (۷) چمنستان شعراء اردو شعراء کا تذکرہ ہے۔

لالہ منسا رام اپنے زمانۂ دیوانی میں ممالک اور جمعیت کے محاصل و مداخل کا ایک گوشوارہ مرتب کیا تھا مصنف نے ولیم پاٹرک کی فرمایش سے اس گوشوارہ کو از سر نو ترتیب دیا۔ اور اس کی توضیح کے لئے یہ کتاب تصنیف کی۔

یہ کتاب چار مقالوں میں منقسم ہے۔

مقالہ اول ۔ اس میں محاصل و مداخل کا گوشوارہ درج ہے۔

مقالہ دوم ۔ اس میں ہندوستان کے حسب ذیل صوبوں کا بیان ہے۔

(۱) شاہ جہان آباد (۲) اکبر آباد آگرہ (۳) الہ آباد (۴) اودھ (۵) بہار (۶) بنگالہ (۷) اڈریسہ (۸) مالوہ (۹) اجمیر (۱۰) گجرات

(۱۱) تتہ (۱۲) ملتان (۱۳) لاہور (۱۴) کشمیر (۱۵) کابل

مقالہ سوم - اس میں دکن کے حسب ذیل صوبوں کا بیان ہے

(۱) خاندیس (۲) برار (۳) اورنگ آباد (۴) بیدر

(۵) بیجاپور (۶) حیدر آباد

مقالہ چہارم - ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کی مختصر تاریخ سلطان معزالدین محمد بن سام کے زمانہ سے سنہ ۱۲۰۰ ہجری تک جبکہ شاہ عالم بادشاہ ثانی ہندوستان میں برسر حکومت تھا۔ ولسن جلد دوم ص ۱۲۷

ریو جلد اول ۲۳۸

اس کا ایک نفیس نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے فن تاریخ ص ۵۰، اور فہرست میں اس کا نام غلطی سے خلاصتہ الہند درج ہوگیا ہے۔

سلاطین دہلی کی تاریخیں

۸

تاج المآثر

تصنیف نظام الدین حسن نظامی نیشاپوری

سلطنت دہلی کی سب سے قدیم اور پہلی تاریخ ہے۔ اس میں دہلی کے پہلے مسلمان سلطان امیر قطب الدین ایبک اور اُس کے جانشین سلطان شمس الدین التمش کے عہد حکومت کے چھبیس (۲۶) سالہ واقعات مذکور ہیں جو ۵۸۸ھ سے ۶۱۴ھ تک گزرے ہیں۔

روضۃ الصفا اور کشف الظنون میں اس کے مصنف کا نام صدر الدین محمد بن حسن نظامی لکھا ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ نام اصل نسخہ کے کاتب کا ہے اور اس کاتب نے کتاب پر جو خاتمہ لکھا ہے اس میں مصنف کا نام نظام الدین حسن نظامی نیشاپوری درج ہے۔ حمد اللہ مستوفی کی تاریخ گزیدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حسن نظامی مشہور ادیب اور شاعر نظامی عروضی سمرقندی مصنف چہار مقالہ کا فرزند تھا۔

کتاب کی ابتدا فتح اجمیر سے ہوئی ہے (۵۸۸ھ) اخیر واقعہ جس پر کتاب کا خاتمہ ہوا ہے۔ ۶۱۴ھ میں شاہزادہ ناصر الدین محمود کا صوبہ دار لاہور مقرر ہونا ہے۔

تاج الماثر نایاب کتاب ہے۔ اس کے قلمی نسخے شاذ و نادر میسر آتے ہیں۔ کتابخانہ آصفیہ میں اس کا ایک بہترین نسخہ موجود (فن تاریخ ص ۲۸۳) اور ایلیٹ کی دوسری جلد میں اس کا مختصر ترجمہ شامل ہے۔

ایلیٹ کی تاریخ جلد دوم ص ۲۰۴۔ ڈاکٹر ناموسیس کا مضمون جلد دوم ص ۲۰۴ ریو جلد اول ص ۳۲۰

۹

تاریخ فیروز شاہی

تصنیف مولانا ضیاء الدین برنی

سلطنت دہلی کے آٹھ بادشاہوں کی تاریخ جس میں سلطان غیاث الدین بلبن کے جلوس (۶۶۴ھ) سے سلطان فیروز شاہ کے چھٹے سال جلوس (۷۵۸ھ) تک واقعات ہیں۔

مولانا ضیاء الدین سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا (وفات ۷۲۵ھ) کے مرید مشہور شاعر خواجہ امیر خسرو کے دوست اور سلطان محمد بن تغلق کے ندیم تھے۔ سلطان کی وفات کے بعد فیروز شاہ کے دربار میں تقرب حاصل کیا۔ اسی زمانہ میں اپنی تاریخ لکھی۔ یہ تاریخ ۷۵۸ھ میں تمام ہوئی ہے اس وقت مولانا کی عمر چوہتر سال کی تھی۔ اس حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ ۶۸۴ھ میں یا اس کے قریب زمانہ میں ان کی ولادت ہوئی ہے۔ سال وفات معلوم نہیں ۷۵۸ھ کے بعد ان کا انتقال ہوا ہے اور شیخ نظام الدین اولیا کے جوار میں مدفون ہوئے

اخبار الاخیار ص ۱۰۰ تذکرۂ علمائے ہند ص ۹۷۔

تاریخ فیروز شاہی طبقات ناصری کا تکملہ ہے۔ قاضی منہاج الدین نے طبقات کو ۶۵۸ھ میں ختم کیا ہے۔ فیروز شاہی کی ابتدا غیاث الدین بلبن کے جلوس سے ہوئی ہے جو ۶۶۴ھ کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد ۷۵۸ھ تک جبکہ فیروز شاہی تصنیف ہوئی ہے

پچانوے سال کا زمانہ گزرا ہے اور اس عرصہ میں حسب ذیل آٹھ بادشاہ برسر حکومت ہوئے ہیں جن کا مفصل تذکرہ تحریر ہے۔

نام	از	تا
۱۔ سلطان غیاث الدین بلبن	سنہ ۶۶۴ھ	سنہ ۶۶۸ھ
۲۔ سلطان معز الدین کیقباد	سنہ ۶۶۸ھ	سنہ ۶۸۹ھ
۳۔ سلطان جلال الدین فیروز	سنہ ۶۸۹ھ	سنہ ۶۹۵ھ
۴۔ سلطان علاء الدین محمد شاہ	سنہ ۶۹۵ھ	سنہ ۷۱۶ھ
۵۔ سلطان قطب الدین مبارک شاہ	سنہ ۷۱۶ھ	سنہ ۷۲۰ھ
۶۔ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ	سنہ ۷۲۰ھ	سنہ ۷۲۵ھ
۷۔ سلطان محمد بن تغلق شاہ	سنہ ۷۲۵ھ	سنہ ۷۵۲ھ
۸۔ سلطان فیروز شاہ	سنہ ۷۵۲ھ	سنہ ۷۹۰ھ

مرحوم سر سید احمد خاں نے فیروز شاہی کی تصحیح کی ہے۔ اور ڈاکٹر ناسولیس کے اہتمام سے سنہ ۱۸۶۲ء میں بہ مقام کلکتہ طبع ہو کر سلسلہ کتب ہندیہ میں شائع ہوئی ہے۔ انگریزی میں کامل کتاب کا ترجمہ کسی قدر اختصار کے ساتھ پروفیسر ڈوسن نے کیا ہے۔ جو ایلیٹ ہسٹری کی جلد سوم میں شامل ہے۔

ایلیٹ کی تاریخ جلد سوم صـ۹۳ ـ جلد ششم ص ۴۸۴ ـ ریو جلد اول ص ۳۲۳ جلد سوم ص ۹۱۹ و ص ۹۲۰

سر سید نے فیروز شاہی پر ایک مبسوط دیباچہ بھی لکھا ہے۔ جس میں ان تمام تاریخوں کا حال ہے جو شاہان ہند کے متعلق اس سے پہلے اور فیروز شاہ کے حال میں اس کے بعد لکھی گئی ہیں اور اس کے بعد ضیاء الدین برنی کی سوانح عمری لکھی ہے۔ یہ دیباچہ سائنٹفک سوسائٹی کے اخبار کی پہلی جلد میں شائع ہوا ہے (حیات جاوید حصہ اول صـ۲ـ۱)

طبقات ناصری دنیا کی عام تاریخ ہے اور اسے قاضی منہاج الدین بن سراج الدین

جوزجانی نے ۶۵۸ھ میں تصنیف کیا ہے۔ اس میں ابتدا آفرینش عالم و آدم سے زمانہ تصنیف تک انبیا علیہم السلام قدیم شاہان ایران خلفائے اسلام اور ان کے ہمعصر سلاطین عالم کے واقعات مذکور ہیں۔

منہاج الدین کے آبا و اجداد جوزجان کے رہنے والے تھے۔ اور انھیں آل شنسب (سلاطین غور) کے دربار میں تقرب خاص حاصل تھا۔ اس کی ماں شاہزادی ماہ ملک بنت سلطان غیاث الدین محمد بن سام کی رضائی بہن تھی۔ اسی تقریب سے شاہی محل سرا میں منہاج الدین کی پرورش ہوئی تھی۔ سلطان شمس الدین التمش اور اس کے جانشینوں نے منہاج الدین کو عساکر شاہی کا قاضی بنا دیا تھا۔ اخیر زمانہ میں جبکہ سلطان ناصر الدین محمود حکمراں اور غیاث الدین بلبن صاحب اقتدار تھا اس کو خوب عروج حاصل ہو گیا تھا۔ اور بلبن نے جو اس کا سرپرست تھا صدر جہاں کا خطاب دیکر قاضی القضات بنا دیا تھا۔

طبقات ناصری تیئس ۲۳ طبقات میں منقسم ہے۔ ان میں آٹھ طبقے ہندوستان سے تعلق رکھتے ہیں اور ۱۸۶۳ء میں سلسلہ کتب ہندیہ میں طبع ہوئے ہیں۔

طبقہ یازدہم ۔ ذکر سلاطین آل سبکتگین۔ امیر ناصر الدین سبکتگین کے آغاز حکومت سے خسرو ملک تک جس کے زمانہ میں اس خاندان کا انقراض ہوا ہے۔

طبقہ ہفدہم ۔ ذکر سلاطین شنسبانیہ۔ پہلی شاخ کا تذکرہ جس کی حکومت علاقہ غور میں تھی۔

طبقہ ہشدہم ۔ ذکر سلاطین شنسبانیہ۔ دوسری شاخ کا تذکرہ جس کی حکومت علاقہ طخارستان میں تھی۔

طبقہ نوزدہم ۔ ذکر سلاطین شنسبانیہ۔ تیسری شاخ کا تذکرہ جس کی حکومت علاقۂ غزنین و بامیان میں تھی۔

طبقہ بستم ۔ ذکر سلاطین ہندوستان۔ قطب الدین ایبک اور اس کے ہمعصر

حکامان اقطاع ہندوستان مثلاً ناصر الدین قباچہ والی سندھ و ملتان بہاء الدین طغرل والی بیانہ ۔ بختیار خلجی والی بنگالہ اور اُن کے جانشینوں کے حالات ۔

طبقہ بست و یکم ۔ ذکر سلاطین دہلی ۔ سلطان شمس الدین التمش کے آغاز حکومت سے سلطان ناصر الدین محمود کے پندرہویں سال جلوس تک

طبقہ بست و دوم ۔ ذکر ملوک شمسیہ ۔ ان حکام کا تذکرہ جو سلطان شمس الدین التمش اور اُس کے جانشینوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً ہندوستان کے مختلف اقطاع میں مقرر ہوئے ہیں ۔

طبقہ بست و سوم ۔ چنگیز خاں کا خروج اور مغلیہ حملوں کا تذکرہ ۔

بائیسویں طبقہ کے اختتام سے تاریخ فیروز شاہی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے ۔

۱۰

تاریخ فیروز شاہی

تصنیف شمس سراج عفیف

ضیاء الدین برنی کی تاریخ کا تکملہ ہے ۔ اس میں سلطان فیروز شاہ کے واقعات جلوس (۷۵۲ھ) سے وفات (۷۹۰ھ) تک تحریر ہیں ۔ ابتدا میں مختصر سا بیان بادشاہ کی ابتدائی زندگی کا درج ہے ۔ اس کے علاوہ کتاب میں مختلف مقامات پر وہ حالات بھی تحریر کئے ہیں جو فیروز شاہ نے اپنے زمانہ میں انتظام سلطنت اور امور رفاہ خلایق کے متعلق انجام دئے تھے ۔

یہ کتاب سنہ ۸۰۱ھ میں یا اس کے بعد قریب تر زمانہ میں تصنیف ہوی اور ۱۸۹۱ء میں سلسلہ کتب ہندیہ میں شائع ہوی ہے ۔ پروفیسر ڈوسن نے اس کا ترجمہ کیا ہے جو الیٹ کی تاریخ کی جلد سوم میں صفحہ ۲۶۹ سے صفحہ ۳۷۳ تک چھپا ہے ۔

ناسولیس کا مضمون ص ۴۴۵ ۔ ریو جلد اول ص ۲۴۱ ایتھے ۲۱۲

لودھی اور سوری خاندان کی تاریخیں

۱۱

مخزن افغانی

تصنیف خواجہ نعمت اللہ بن حبیب اللہ ہروی

اقوام افاغنہ کی تاریخ ہے اور ۱۰۲۰ھ میں خان جہاں خاں لودھی کی فرمائش سے تصنیف ہوئی ہے۔

جہانگیر کے واقعات بیان کرنے سے پہلے مصنف نے جو تمہید لکھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا والد حبیب اللہ پینتیس سال تک اکبر کے دربار میں ملازم اور دفتر خالصہ میں کارگزار تھا۔ خود مصنف نے جہانگیر کے عہد میں ۱۰۱۷ھ تک وقائع نویسی اور دیگر سرکاری خدمات انجام دیے تھے۔ ۱۰۱۸ھ میں کسی وجہ سے شاہی ملازمت چھوڑ کر خان جہاں خان لودھی کا توسل پیدا کیا اور اس کی فرمائش سے ۲۰ ذی الحجہ ۱۰۲۰ھ کو علاقہ برار کے قصبہ ملکاپور میں اس کی تصنیف شروع کی اور اس میں کتب ذیل سے مضامین اخذ کئے۔

(۱) تاریخ طبری (۲) تاریخ گزیدہ (۳) تاریخ جہانگشای (۴) تاریخ شاہ شجاع (۵) تاریخ نظام شاہی (۶) مطلع الانوار (۷) معدن الاخبار (۸) طبقات اکبری

(۹) تاریخ ابراہیم شاہی تصنیف مولانا محمد بن ابراہیم کالوانی (۱۰) تاریخ مولانا مشتاقی دہلوی
(۱۱) تاریخ شیر شاہی تصنیف شیخ عباس شروانی وغیرہ

یہ کتاب ایک مقدمہ سات ابواب اور ایک خاتمہ پر منقسم ہے۔

مقدمہ ۔ اس میں بنی اسرائیل اور اُن کے جدامجد حضرت یعقوب بن ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے۔

باب اول ۔ اس میں حسب ذیل مضامین ہیں۔

ملک طالوت اور حضرت سلیمان کا تذکرہ

بیت المقدس پر بخت نصر کا تسلط اور وہاں سے بنی اسرائیل کا جلاوطن ہوکر علاقہ غور میں آنا اور یہاں سے منتقل ہوکر کوہ سلیمان اور دیار روہ میں آباد ہونا۔

باب دوم ۔ اس میں حضرت خالد بن ولید کا تذکرہ اور اُن مختلف روایات کا بیان ہے جو اُن کی نسبت کتب تواریخ میں مذکور ہیں۔

باب سوم ۔ اس میں لودہی خاندان کی تاریخ ہے۔

(۱) احوال سلطان بہلول دہلوی

(۲) احوال سلطان سکندر ابن بہلول لودہی

(۳) احوال سلطان ابراہیم بن سکندر لودہی

باب چہارم ۔ اس میں سوری خاندان سوری کی تاریخ ہے۔

(۱) احوال شیر شاہ سوری

(۲) احوال اسلام شاہ بن شیر شاہ سوری

(۳) احوال فیروز شاہ بن سلیم شاہ بن شیر شاہ سوری

(۴) احوال محمد عادل شاہ

(۵) سلیمان کرانی اور اُس کے جانشینوں کے حالات

باب پنجم۔ اس میں خان جہان خاں لودھی اور اُس کے اجداد کا تذکرہ ہے۔

باب ششم۔ اس میں اقوام افاغنہ کے انساب ہیں۔

(۱) سلسلہ ترہنی کا بیان

(۲) سلسلہ تبنی کا بیان

(۳) سلسلہ غرغشتی کا بیان

(۴) سلسلہ کرانی کا بیان

باب ہفتم۔ اس میں سلطان نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کا تذکرہ ہے۔

خاتمہ۔ اس میں اون مشایخین اور حضرات صوفیہ کا تذکرہ ہے جو طائفہ افاغنہ سے تھے

پروفیسر ڈورن نے اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا ہے جو ۱۸۲۹ء میں

لندن میں چھپا ہے۔ ایلیٹ ہسٹری جلد ۵ ص ۲ تا ص ۶۷

(۱۲)

تاریخ داؤدی

دہلی کے سلاطین سے صرف لودھی اور سوری بادشاہوں کی تاریخ ہے۔ سلطان بہلول لودھی کے حالات سے اس کا آغاز اور سلطان داود شاہ کی وفات پر خاتمہ ہوا ہے۔

کتاب میں اس کے مصنف کا نام مذکور نہیں ہے لیکن ایلیٹ کی تحریر کے موجب ایک شخص غیر مشہور نے جس کا نام عبداللہ ہے اسے تصنیف کیا ہے۔

اس کتاب میں جہانگیر کا تذکرہ بادشاہ وقت کی حیثیت سے آیا ہے اور کئی جگہ مصنف نے طبقات اکبری اور تاریخ فرشتہ کا حوالہ دیا ہے اس سے یقین ہوتا ہے کہ یہ کتاب جہانگیر کے عہد میں تصنیف ہوی ہے۔

کتاب میں حسب ذیل سلاطین کا تذکرہ ہے۔

لودھی خاندان (۱) سلطان بہلول لودھی

(۲) سلطان سکندر لودھی

(۳) سلطان ابراہیم لودھی

سوری خاندان (۱) شیر شاہ بن فرید بن حسن سور۔

(۲) اسلام شاہ بن شیر شاہ

(۳) محمد عادل شاہ

(۴) داؤد شاہ

عادل شاہ پر سوری خاندان کی تاریخ ختم اور کرانی خاندان کی تاریخ شروع ہوتی ہے
آٹھ سال کی حکومت کے بعد ۹۶۰ھ میں عادل شاہ کا انتقال ہوتا ہے اور حکومت اس کے
فرزند شیر خاں کے قبضہ میں آتی ہے۔ اس کے عہد میں سلیمان کرانی ترقی پاکر سلطنت پر
تسلط حاصل کرتا ہے اور یہ خود اور اس کا فرزند دس سال تک برسر حکومت رہتے ہیں۔ پھر
حکومت داؤد شاہ کے تصرف میں آتی ہے اس کے بعد داؤد شاہ کا حال مصنف نے تفصیل
کے ساتھ لکھا ہے اور اس کا خاتمہ اوس لڑائی پر ہوا ہے جو ۹۸۳ھ میں مغلوں اور داؤد شاہ
کے مابین ہوی ہے اور جس میں داؤد شاہ مارا جاتا ہے۔ خان جہاں خاں کے حکم سے اس کا
سر اکبر کے دربار میں بھیجا جاتا ہے اور کرانی خاندان کی حکومت ختم ہو جاتی ہے۔ مصنف نے
اس واقعہ کی تاریخ مصرعۂ ذیل سے نکالی ہے:۔

ملک سلیمان زداؤد رفت

ناسولیس کا مضمون ص ۲۴۷ - ایلیٹ جلد ۴ ص ۴۳۴ تا ص ۱۳ ریو جلد اول ص ۲۴۳

سلاطین تیموریہ کی تاریخیں

بابر (۸۹۹ھ سے ۹۳۷ھ)

(۱۳)

تزک بابری

مترجمہ مرزا عبدالرحیم خانخاناں فرزند بہرام خاں

شہنشاہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کی خود نوشتہ سوانح عمری جس کو مرزا عبدالرحیم خان خاناں نے شہنشاہ اکبر کے حکم سے ۹۹۸ھ میں ترکی زبان سے فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔
مرزا عبدالرحیم خان خاناں اکبر کا مشہور سپہ سالار ہے۔ ۱۴ صفر ۹۶۴ھ کو لاہور میں پیدا ہوا اور جلوس جہانگیری کے اکیسویں سال ۱۰۳۶ھ کو بہتر سال کی عمر میں انتقال کیا ذی علم آدمی تھا۔ عربی فارسی ترکی اور ہندی زبانیں خوب جانتا تھا۔ ملا عبدالباقی نہاوندی نے ماثر رحیمی کے نام سے ایک ضخیم کتاب اس کے حالات میں لکھی ہے۔ تزک جہانگیری صفحہ ۱۲۹ بلاک مین ترجمہ آئین اکبری جلد اول ص ۳۳۴ تا صفحہ ۳۳۹۔ ماثر الامرا جلد اول ص ۶۹۳ تا صفحہ ۷۱۳۔

بابر ۶ محرم ۸۸۸ھ کو پیدا ہوا اور ۵ یا ۶ جمادی الاول ۹۳۷ھ کو آگرہ میں انتقال کیا۔ فرشتہ جلد اول صفحہ ۱۹۱ و صفحہ ۲۱۱ - اقبال نامہ جہانگیری جلد اول صفحہ ۷ و صفحہ ۲۰۔

اس کی حکومت ۸۹۹ھ سے شروع ہو کر ۹۳۷ھ میں ختم ہوتی ہے۔ اس عرصہ میں اس نے تین مختلف علاقوں میں حکومت کی ہے۔

بحیثیت بادشاہ فرغانہ ۸۹۹ھ تا ۹۱۰ھ

بہ حیثیت بادشاہ کابل ۹۱۰ھ تا ۹۳۷ھ

بہ حیثیت شہنشاہ ہندوستان ۹۳۲ھ تا ۹۳۷ھ

تزک بابری کا آغاز ۵ رمضان ۸۹۹ھ سے ہوتا ہے جبکہ وہ اپنے باپ کے مرنے پر فرغانہ میں حکمراں ہوا ہے۔ اس کے بعد ۹۱۵ھ کے خاتمہ تک مسلسل واقعات ملتے ہیں۔

۹۱۶ھ سے ۹۳۱ھ تک وقفہ ہے یہ پندرہ سال کا وہ زمانہ ہے جو کابل میں بسر ہوا ہے اس دوران میں صرف ۹۲۵ھ کے وقائع مختصر الفاظ میں ملتے ہیں۔ ۹۳۲ھ سے کتاب کے ختم ہونے تک واقعات کا سلسلہ برابر قائم رہتا ہے۔ ہندوستان کی فتح ملک کے حالات اور قیام سلطنت کے بعد جو حوادثات پیش آئے ہیں وہ سب تفصیل سے مذکور ہیں۔

ترکی نسخہ کو المنسکی نے ۱۸۵۷ء میں قازان میں چھپوا کر شائع کیا ہے۔ بیورج کی سعی و کوشش سے ایک قدیم قلمی نسخہ جو نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں موجود ہے عکس کے ذریعہ ۱۹۰۵ء میں سلسلہ یادگار مسٹر گب میں شائع ہوا ہے۔ فارسی ترجمہ ۱۳۰۸ھ میں بمبئی میں طبع ہوا ہے۔

اصل ترکی سے فرانسیسی میں پاویٹ دی کورٹیل نے ترجمہ کیا جو بہ مقام پیرس ۱۸۷۱ء میں شائع ہوا ہے۔ انگریزی میں بیورج نے ترجمہ کیا جو چار جلدوں میں بمقام لندن ۱۹۲۱ء میں چھپا ہے۔

فارسی ترجمہ سے انگریزی میں جان لیڈن نے ترجمہ کیا۔ ولیم ارسکن نے

اس کی اصلاح کی اور ایک مقدمہ اور بہت سے مفید حواشی کے ساتھ ۱۸۳۶ء میں چھپوایا۔ اس کے بعد سرلیوی کنگ نے اسے از سرنو ترتیب دیکر ۱۹۲۱ء میں لندن میں طبع کیا۔

ایک تیموری شاہزادے مرزا نصیر الدین حیدر نے فارسی ترجمہ سے اردو زبان میں ترجمہ کیا اور جان لیڈن کے انگریزی ترجمہ سے اس کی مطابقت کرنے کے بعد ۱۹۱۴ء میں دہلی میں طبع کرایا۔

ایلیٹ جلد چہارم ص ۲۳۲ تا ص ۳۰۷۔ ریو جلد اول ص ۲۴۴۔ ایتھے ص ۲۰۶

ہمایون (۹۳۷ھ - ۹۶۳ھ)

۱۴

تذکرۃ الواقعات

تصنیف جوہر آفتاب چی

ہمایون بادشاہ کا تذکرہ جو اس کی وفات کے تیس سال بعد ۹۹۵ھ میں مرتب ہوا ہے اس کا مصنف جوہر ہمایوں کا آفتاب چی تھا۔ اور اس خدمت کو اس نے بادشاہ کی حضور میں سالہا سال انجام دیا ہے۔ ہمایوں نے اپنی حکومت کے آخر ایام میں ۹۶۲ھ کے قریب اسے ہیبت پور کا فوجدار بنا دیا تھا۔ پھر اکبر کے ابتدائی زمانہ میں ترقی کر کے پنجاب اور ملتان کا خزانہ دار ہو گیا۔ ایلیٹ جلد پنجم ص ۱۳۶ تا ص ۴۹ اریو جلد اول ص ۲۴۶

مولانا اللہ داد سرہندی نے جوہر کے اس تذکرہ کو اصلاح و ترمیم کے بعد از سرنو ترتیب دیکر "تاریخ ہمایونی" نام رکھا اور اس کے مضامین چار ابواب پر منقسم کئے۔

باب اول - ہمایون بادشاہ کے جلوس سے اکبر کی ولادت تک جو ۹۴۹ھ

میں واقع ہوئی ہے۔

باب دوم - ہمایون کا شیر شاہ سے شکست پانے کے بعد شاہ طہماسپ صفوی کی ملاقات کے لئے جانب خراسان روانہ ہونا۔

باب سوم - ہمایون کا ایران سے جانب قندھار واپس ہونا۔

باب چہارم - ہمایون کا ہندوستان پر حملہ کی تیاری کرنا۔

فرشتہ نے جوہر کے تذکرہ کا نام واقعات ہمایونی لکھا ہے۔ مولانا اللہ داد کا اصلاح کیا ہوا نسخہ تاریخ ہمایونی کہلاتا ہے

ارسکن نے جوہر کے اصل نسخہ کا انگریزی میں ترجمہ کیا جس کو میجر اسٹوارٹ نے اصلاح دیکر ۱۸۳۲ء میں بہ مقام لندن چھپوایا۔

۱۵

ہمایون نامہ

تصنیف گلبدن بیگم دختر ظہیر الدین محمد بابر شاہ

بابر اور ہمایون کا تذکرہ ہے۔ اکبر بادشاہ کی فرمایش سے گلبدن بیگم نے اسے مرتب کیا ہے ہمایون نے ۹۶۲ھ میں اپنے بھائی مرزا کامران کو بار بار کی خون ریزی اور بد عہدی سے تنگ آکر اندھا کرا دیا تھا اس واقعہ پر اس کتاب کا خاتمہ ہوا ہے۔

گلبدن بیگم جیسا کہ دیباچہ سے ظاہر ہوتا ہے بابر کی وفات کے وقت آٹھ سال کی تھی اس اعتبار سے ۹۲۹ھ میں اس کی ولادت ہوی اور اکبر کی تخت نشینی ۹۶۳ھ کے وقت چونتیس سال کی عمر تھی۔

۹۵۲ھ میں اس کا عقد خواجہ خضر خاں سے ہوا ۹۸۲ھ میں اپنی پھوپھی سلیمہ سلطان بیگم کے ہمراہ زیارت بیت اللہ کے لئے عازم حجاز ہوی۔ ہر ذی حجہ ۱۰۱۱ھ کو آگرہ

میں اس کا انتقال ہوا۔

ہمایوں نامہ چھوٹی سی کتاب ہے اسے مسز بیوریج نے ۱۹۰۲ء میں بہ مقام لندن چھپوایا ہے جس کے ساتھ انگریزی ترجمہ اور بہت سے مفید و کار آمد تاریخی اور سوانحی حواشی بھی اضافہ کئے ہیں۔

اکبر (۹۶۳ھ تا ۱۰۱۴ھ)

(۱۶)

اکبر نامہ

تصنیف شیخ ابوالفضل علامی ابن شیخ مبارک ناگوری

اکبر کے عہد حکومت کی مبسوط و مفصل تاریخ ہے۔ ابوالفضل ۶؍ محرم ۹۵۸ھ کو آگرہ میں پیدا ہوا۔ اور ۹۸۱ھ میں دربار میں باریاب ہوا۔ بادشاہ نے ابتدا میں دفتر انشاء اس کو تفویض کیا۔ رفتہ رفتہ ترقی کر کے عہدہ وزارت پر فائز ہو گیا۔ ۴؍ ربیع الاول ۱۰۱۱ھ کو شہزادہ سلیم کے ایما سے راجہ راج سنگھ نے نواح اجین میں مار ڈالا۔

ابوالفضل نے اکبر نامہ کو جلوس اکبری کے اکتالیسویں سال ۱۰۰۴ھ میں تمام کیا اس کے بعد ۱۰۱۰ھ تک اس میں واقعات اضافہ کئے اور مضامین کے لحاظ سے دو جلدوں پر منقسم کیا۔

جلد اول دفتر اول۔ اس میں امیر تیمور کے زمانہ سے ہمایوں کی وفات تک اکبر کے آبا و اجداد کا تذکرہ ہے۔

دفتر دوم اس میں اکبر کی تخت نشینی سے سترھویں سال جلوس تک واقعات ہیں

جلد دوم۔ دفتر اول۔ اس میں جلوس کے اٹھارویں سال سے چھیالیسویں

سال تک واقعات ہیں۔

منشی محمد صالح نے شاہ جہاں کے عہد میں بطور تکملہ جلد دوم کا دفتر دوم مرتب کیا ہے جس میں چھیالیسویں سال جلوس سے وفات تک واقعات ہیں لیکن یہ تکملہ مشہور ومقبول نہیں ہوا۔

اکبرنامہ سلسلہ کتب ہندیہ میں ۱۸۷۳ء سے ۱۸۸۷ء تک کلکتہ میں اور ۱۸۶۶ء میں لکھنؤ میں چھپا ہے۔ انگریزی میں بیورج نے ترجمہ کیا ہے۔ جو ۱۸۹۷ء سے ۱۹۲۱ء تک کلکتہ سے شائع ہوا ہے۔

ایلیٹ جلد پنجم ص ۱۰۲ مارلے ص ۱۰۸ دی ساسی جلد دہم ص ۱۹۹

۱۷

آئین اکبری

تصنیف شیخ ابوالفضل علامی

اکبرنامہ کا ضمیمہ ہے۔ اس میں اکبر کے چھیالیس سالہ نظم ونسق کی تاریخ اور سلطنت کا صوبہ وار جغرافیہ تحریر ہے۔ خاتمہ میں مصنف نے اپنے حالات لکھے ہیں۔ ۱۵۹۸ء میں یہ کتاب تمام ہوی ہے۔

سرسید احمد خاں نے اس کو صحیح کر کے ۱۸۵۵ء میں غدر سے پہلے تین جلدوں میں چھپوایا تھا اور اس میں کثرت سے تاریخی اور توضیحی حواشی اضافہ کئے تھے۔ دوسری جلد غدر میں تلف ہو گئی۔ پہلی اور تیسری جلدیں کمیاب اور شاذ و نادر مل جاتی ہیں۔ بلاک مین نے سلسلہ کتب ہندیہ میں ۱۸۶۷ء سے ۱۸۷۷ء تک کلکتہ میں کامل کتاب کو چھپوایا ہے اس کے ساتھ حواشی وغیرہ نہیں ہے۔ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ سے اس کے دو اڈیشن شائع ہوے ہیں۔ پہلا اڈیشن راجہ مہندر سنگھ والی پٹیالہ کی فرمائش سے

۱۸۶۹ء میں طبع ہوا ہے۔ مرحوم سرسید کے تصحیح کردہ نسخہ کی نقل ہے۔ دوسرا ایڈیشن جو ۱۸۸۲ء میں چھپا ہے بلاک مین والے نسخہ کے مطابق ہے۔

انگریزی میں پہلے پہل فرانسس گلاڈوِن نے ترجمہ کیا جو ۱۸۰۰ء میں لندن میں چھپا ہے اس کے بعد دوسرا ترجمہ تاریخی اور تنقیدی حواشی کے ساتھ سلسلہ کتب ہندیہ میں تین جلدوں میں ۱۸۶۸ء سے ۱۸۹۴ء تک بہ مقام کلکتہ طبع ہوا ہے پہلی جلد کا بلاک مین نے دوسری اور تیسری جلد کا جیرٹ نے ترجمہ کیا اور ولیم اروین نے ان کا انڈکس بنایا ہے۔

۱۸

سوانح اکبری

تصنیف امیر حیدر حسینی بلگرامی

اکبر کی بہترین سوانح عمری ہے جس میں پیدائش سے جلوس کے چوبیویں سال تک (۱۵۸۰ء) واقعات مرقوم ہیں۔

اس کا مصنف مولانا غلام علی آزاد کا نبیرہ ہے اس نے شعر و سخن اور صرف و نحو کے متعلق کئی مفید و کارآمد رسالے تصنیف کئے ہیں مثلاً تحقیق الاصطلاحات، منتخب الصرف، منتخب النحو، مفتاح العروض وغیرہ

جیسا کہ دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے ابوالفضل علامی کے اکبرنامہ پر اس کی بنیاد قائم کی ہے اور اس کی مقفع و مسجع عبارت کو آسان زبان میں ادا کر کے اس کا اختصار کیا ہے لیکن کتب ذیل سے بھی اس کی ترتیب میں امداد لی ہے۔ منتخب التواریخ ملا عبدالقادر بدایونی۔ طبقات اکبری۔ تاریخ فرشتہ۔ اکبرنامہ شیخ الہداد فیضی مصنف مدار الافاضل۔ مآثر الامرا اور اس کا تکملہ۔ انشائے ابوالفضل کے چار دفتر۔

مصنف کا بیان ہے کہ ابوالفضل کے انشاءات میں ایسی تاریخی معلومات کثرت کے ساتھ

موجود ہیں جن کا ذکر عام تاریخی تصنیفات میں نہیں ہے اور اُن سے اکبر کے عہد حکومت پر غیر معمولی روشنی پڑتی ہے مصنف کو تعجب ہے کہ ان نشانات سے اس وقت تک کسی مصنف نے کیوں استفادہ نہیں کیا۔

یہ کتاب ولیم کرک پاٹرک کی فرمایش سے تصنیف ہوی ہے اور مصنف نے اس کا نام اس طرح لکھا عزیز الملک معز الدولہ بہادر شوکت جنگ ولیم کرک پاٹرک لیس
ولیم کرک پاٹرک بہت سی مشرقی اور ہندوستانی زبانوں کا ماہر تھا۔ لارڈ کارنوالس جب میسور کی جنگ ۱۷۹۲ء میں مصروف تھا تو کرک پاٹرک اُس کے یہاں فارسی زبان کی خدمت مترجمی پر مامور تھا اور اس نے ٹیپو سلطان کے روزنامے اور مراسلات کا فارسی سے انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔ ۱۸۰۱ء میں ہندوستان سے ولایت چلا گیا اور ۱۸۱۲ء میں اس کا انتقال ہوا۔

بلاک مین نے آئین اکبری کے ترجمہ (جلد اول ص ۳۱۶) میں لکھا ہے کہ اہل ہندوستان نے اکبر کے متعلق جو تاریخیں لکھی ہیں ان میں ایک بہترین اور بلند پایہ کتاب ہے۔ مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے دیکھئے۔ ایلیٹ جلد ہشتم ص ۱۹۳۔ ریو جلد سوم ص ۹۳۰
اس کا ایک بہترین نسخہ ۱۲۰۷ھ کا لکھا ہوا بانکی پور کے کتب خانہ مشرقیہ میں موجود ہے

جہانگیر ۱۰۱۴ھ ۱۰۳۷ھ

۱۹
تزک جہانگیری

جہانگیر کا مبسوط و مفصل تذکرہ جس کو خود بادشاہ نے تحریر کیا ہے۔ تزک کے دو نسخے مروج ہیں۔ اور دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لیکن ان کو عام طور پر بادشاہ

سے منسوب کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک کو سب نے بالاتفاق خود بادشاہ کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔ اس نسخے کے واقعات تخت نشینی سے سترھویں سال جلوس تک خود بادشاہ نے قلم بند کئے ہیں۔ اس کے بعد بادشاہ کے حکم سے معتمد خاں نے سلسلہ تصنیف کو جاری رکھا اور انیسویں سال کے اوایل تک واقعات لکھے اور انھیں بادشاہ کے ملاحظ میں پیش کرنے کے بعد شامل کتاب کیا۔ بعد ازاں محمد شاہ بادشاہ ۱۱۳۱ھ سے ۱۱۶۱ھ کے زمانے میں مرزا محمد ہادی نے اس میں بادشاہ کی وفات تک واقعات معتبر کتابوں سے اخذ کر کے اضافہ کئے اور ابتدا میں ایک مقدمہ تحریر کیا اور اس میں ولادت سے تخت نشینی تک مختصر حالات درج کئے اس طرح پر ایک طویل مدت میں توزک کا یہ نسخہ تکمیل پا کر اختتام کو پہنچا۔

یہ نسخہ دو جلدوں میں منقسم ہے۔ جلوس کے تیرھویں سال بادشاہ کے حکم سے بارہ سالہ واقعات ایک جلد میں ترتیب دئے گئے۔ اور اسے جلد اول قرار دیا اس کے بعد جو واقعات ضبط تحریر میں آے وہ جلد دوم قرار پائے۔

اس مکمل نسخے کو ڈاکٹر سر سید احمد خاں نے ۱۸۶۴ء میں بہ مقام علیگڈھ چھپوایا اس کے بعد ۱۹۲۵ء میں مطبع منشی نول کشور سے اس کا دوسرا اڈیشن شایع ہوا۔ نواب ابراہیم خاں والی ٹونک کی فرمایش سے مولوی احمد علی رام پوری نے اردو میں ترجمہ کیا جو ۱۲۹۱ھ میں نظامی پریس کانپور میں چھپا ہے۔

انگریزی میں سب سے پہلے جیمس انڈرسن نے جلد اول کے بعض اقتباسات کا ترجمہ کیا جو ایشیاٹک میلیتی کلکتہ بابتہ ۱۷۸۶ء جلد دوم ص ۷۱ تا ۹۷ میں شائع کئے اس کے بعد فرانسس گلاڈوین نے اس کے متعدد حصوں کا ترجمہ اپنی تاریخ ہندوستان جلد اول ص ۹۶ میں شامل کیا لوئی نے کامل کتاب کا ترجمہ شروع کیا جس کا کچھ حصہ ۱۸۸۹ء میں سلسلہ کتب ہندیہ میں طبع ہوا لیکن ناتمام رہ گیا۔ راجرس نے ابتداء کے دوازدہ سالہ واقعات ترجمہ کئے جس کو

ہورج نے مرتب کرکے ۱۹۰۹ء سے ۱۹۱۴ء تک دو جلدوں میں بمقام لندن چھپوایا۔

توزک کا دوسرا نسخہ ۱۰۲۹ھ پر تمام ہوا ہے۔ اس میں جہانگیر کی پندرہ سالہ عہد حکومت کے واقعات مذکور ہیں۔ میجر ڈیوڈ پرائس نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا جو ۱۸۲۹ء میں اورینٹل ٹرانسلیشن فنڈ کی طرف سے لندن میں طبع ہوا ہے۔

ان دونوں کے اصلی اور غیر اصلی ہونے کی نسبت ارباب تحقیق نے مختلف رائیں ظاہر کی ہیں۔ نسخہ ثانی میں چونکہ کثرت سے بعید از قیاس اور دور از کار واقعات ہیں اس لئے غلبہ آراء اس کے غیر اصلی ہونے کی تائید و توثیق کرتا ہے۔

توزک کے متعدد نام مشہور ہیں۔ مثلاً تاریخ سلیم شاہی۔ تاریخ جہانگیری۔ واقعات جہانگیری۔ کارنامہ جہانگیری۔ مقالات جہانگیری وغیرہ۔ لیکن اس کا اصلی نام جیسا کہ خود جہانگیر نے تجویز کیا ہے۔ جہانگیر نامہ ہے۔ ایلیٹ جلد ششم صد ۲۵۲ تا صد ۳۹۱ مارلے صد ۱۱۲

(۲۰)

اقبال نامہ جہانگیری

تصنیف محمد شریف معتمد خاں تکملہ نویس تزک جہانگیری

جہانگیر اور اس کے آباو اجداد کی مبسوط و مفصل تاریخ ہے۔ امیر تیمور کے عہد سے جہانگیر کی وفات تک واقعات ہیں

محمد شریف معتمد خاں جہانگیر کے مشہور امرا سے ہے۔ بادشاہ نے اپنے جلوس کے تیسرے سال معتمد خاں کے خطاب سے سرفراز کیا۔ سترہویں سال شہزادہ خرم جب دکن کی مہم پر روانہ ہوے تو بادشاہ نے معتمد خاں کو منصب بخشی گری عطا فرماکر شاہزادے کے ساتھ روانہ کیا اور جب اس مہم سے واپس آیا تو بادشاہ تزک کا تکملہ لکھنے کے لئے مامور کیا۔ شاہجہاں نے تخت نشین ہونے کے بعد میر بخشی کا عہدہ عطا کیا۔ جلوس شاہ جہاں کے سترہویں سال ۲۹ رجب ۱۰۴۹ھ

کو اس کا انتقال ہوا۔ (عمل صالح جلد ۲ ص ۳۱۱)

معتمد خاں نے اقبال نامہ کو جلوس جہانگیری کے پندرھویں سال ۱۰۲۹ھ میں بہ مقام کشمیر مرتب و مدون کیا اس کے بعد جہانگیر کی وفات تک واقعات کو مسلسل اضافہ کرتا رہا۔

اقبال نامہ تین جلدوں میں منقسم ہے۔

جلد اول میں تیمور سے ہمایوں کی وفات تک واقعات ہیں بالخصوص ہمایوں کے حالات کو خوب شرح وبسط کے ساتھ تحریر کیا ہے۔

جلد دوم میں اکبر کے حالات ابتدا سے وفات تک ہیں۔

جلد سوم میں جہانگیر کی ۲۱ سالہ عہد حکومت کے واقعات ہیں۔

معتمد خاں جلد اول و دوم کو ابوالفضل علامی کے اکبر نامہ نظام الدین احمد کی طبقات اکبری اور عطا بیگ کی تاریخ اکبری سے اخذ کیا ہے جلد سوم میں اپنے مشاہدات اور چشم دید واقعات قلمبند کئے ہیں۔

اقبال نامہ کا کامل نسخہ ۱۸۷۰ء میں مطبع منشی نول کشور لکھنو میں چھپا ہے صرف جلد سوم جس میں جہانگیر کے حالات ہیں ۱۸۶۵ء میں بہ مقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں اور ۱۸۹۸ء میں بہ مقام لکھنو مطبع نولکشور میں چھپی ہے۔

راجہ راجیشور راو اصغر نے جلد سوم کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو کارنامہ جہانگیری کے نام سے کارخانہ پیسہ اخبار لاہور میں ۱۹۰۶ء میں چھپا ہے۔

ایلیٹ جلد ششم ص ۴۰۰۔ مارلے ص ۱۲۰ استاسولیس ص ۵۹۴ ریو جلد اول ص ۲۵۵ جلد سوم ص ۹۲۲

(۲۱)

مآثر جہانگیری

تصنیف مرزا کامگار حسینی المخاطب بہ عزت خاں

جہانگیر کی تاریخ ہے۔ جس میں یوم ولادت سے تاریخ وفات تک واقعات ہیں اس کا مصنف مرزا کامگار جہانگیر کے اہل دربار سے تھا۔ شاہجہاں نے اپنے عہد حکومت میں اس کو عزت خاں کا خطاب دیکر دہلی کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ٹھٹہ کا صوبہ دار مقرر ہوا اور اسی جگہ ۱۰۸۰ھ میں انتقال کیا۔ مآثر الامرا میں اس کے حالات تحریر ہیں۔

مصنف نے دیباچہ میں اس کی وجہ تصنیف یہ بیان کی ہے کہ جہانگیر نے اپنے حالات میں خود ایک کتاب جہانگیر نامہ لکھی ہے۔ جس کی ابتدا تخت نشینی سے ہوی ہے اور آخری چند سال کے حالات وفات تک اس میں نہیں ہیں اس لئے مصنف نے اس کتاب کو تصنیف کیا اور اس میں جہانگیر کا مفصل تذکرہ تحریر کیا۔ دیباچہ کے بعد نسب نامہ مذکور ہے جس کی ابتدا امیر تیمور سے کی ہے۔ اس کے بعد ولادت سے تخت نشینی تک حالات ہیں۔ پھر عہد حکومت کے بایئس سالہ واقعات کو قلمبند کیا ہے۔ خاتمہ میں جہانگیر کی وفات اور شاہ جہاں کی تخت نشینی کا تذکرہ ہے۔

الفاظ نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ" سے جہانگیر کی تاریخ وفات نکالی ہے۔

شاہ جہاں کے تیسرے سال جلوس میں ۱۰۴۰ھ کو یہ کتاب تمام ہوی ہے اور مآثر جہانگیری اس کا تاریخی نام ہے۔

الیٹ جلد ششم صہ ۴۳۹ تا صہ ۴۴۵ ناسولیس جلد سوم صہ ۱۴۶ ریو جلد اول صہ ۲۵۶

شاہجہاں ۱۰۳۷ھ تا ۱۰۶۹ھ

(۲۲)

بادشاہ نامہ

تصنیف مرزا محمد امین بن ابوالحسن قزوینی

شاہجہاں کی مفصل تاریخ ہے جس میں دور اول کے دہ سالہ واقعات مذکور ہیں
اس کا مصنف جو مرزا امینائی قزوینی کے نام سے مشہور ہے ایران سے
ہندوستان میں آکر جلوس کے پانچویں سال شاہجہاں کے دربار میں ملازم ہو گیا۔ جلوس
کے آٹھویں سال جب بادشاہ نے اپنے عہد حکومت کی تاریخ لکھوانا چاہا تو اس کو درباری
مورخ قرار دیا۔

اس کتاب کی ابتدا ایک مقدمہ سے ہوئی ہے جس میں شاہجہاں کی ولادت کا
بیان اور اس کا نسب نامہ جہانگیر سے امیر تیمور تک مذکور ہے۔ اس کے بعد اصل تاریخ کا
آغاز ہوتا ہے جس میں دور اول کے دہ سالہ واقعات مذکور ہیں۔ خاتمہ میں مشاہیر عہد
کا تذکرہ ہے۔

ایلیٹ جلد ہفتم ص ۱ ریو جلد اول ص ۲۵۸ مارلے ص ۱۲۱

(۲۳)

بادشاہ نامہ

شاہجہاں کے سی سالہ عہد حکومت کی مفصل تاریخ جو خود بادشاہ کے حکم سے لکھی گئی ہے
جلد اول میں پہلے دور کے دہ سالہ واقعات تخت نشینی ۱۰۳۷ھ سے ۱۰۴۷ھ

تک مذکور ہیں۔

جلد دوم میں دوسرے دور کے دہ سالہ واقعات ۱۰۴۷ھ سے ۱۰۵۷ھ تک ہیں۔

جلد سوم میں تیسرے دور کے دہ سالہ واقعات ۱۰۵۷ھ سے ۱۰۶۷ھ تک ہیں۔

پہلی دو جلدیں ملا عبدالحمید نے لکھی ہیں یہ شخص لاہور کا باشندہ اور شیخ ابوالفضل علامی کا شاگرد تھا ۱۰۶۵ھ میں اس کا انتقال ہوا ہے بادشاہ نے اکبر نامہ کی طرز پر حسب اپنے عہد کی تاریخ لکھوانا چاہا تو عبدالحمید کو پٹنہ سے بلا کر اس خدمت پر مامور کیا تھا۔ ضعف و پیری کی وجہ سے عبدالحمید آخر کے دہ سالہ واقعات لکھنے سے مجبور ہوگیا تو بادشاہ نے محمد وارث کو سلسلہ جاری رکھنے کا حکم دیا۔ اس نے دور سوم کے واقعات ۱۰۵۷ھ سے ۱۰۶۷ھ تک تحریر کئے اور اُسے بادشاہ نامہ کی جلد سوم قرار دیا۔

محمد وارث ملا عبدالحمید کا شاگرد تھا اور بادشاہ نے اُسے وارث خاں کا خطاب دیا تھا اورنگ زیب عالمگیر کے تیئسویں سال جلوس میں ۱۰ ربیع الاول ۱۰۹۱ھ کو ایک طالب علم نے قلم تراش سے زخمی کر کے اس کو مار ڈالا (مآثر عالمگیری ص ۱۹۲)

بادشاہ نامہ کا جس قدر حصہ معرض تحریر میں آتا اس پر نواب سعد اللہ خاں علامی کی اصلاح ہوا کرتی تھی۔ ۱۰۶۶ھ میں جب سعد اللہ خاں کا انتقال ہوگیا تو یہ خدمت ملا علاء الملک تونی المخاطب بہ فاضل خاں کے تفویض ہوئی۔ ایلیٹ جلد ہفتم ص ۳ تا ۷۲، و ص ۱۲۱ مارلے ص ۱۲۲ ناسولیس کا مضمون جلد ۳ ص ۴۶۲ ریو جلد اول ص ۲۶۰۔

بادشاہ نامہ کی پہلی دو جلدیں سلسلہ کتب ہندیہ میں بہ مقام کلکتہ ۱۸۶۷ء و ۱۸۶۸ء میں چھپ گئی ہیں۔ تیسری جلد نایاب ہے اور شاذ و نادر مل جاتی ہے اس کے دو نسخے جو خوشخط لکھے ہوئے ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔ فن تاریخ ص ۲۳۵

۲۴

عمل صالح

تصنیف محمد صالح کنبوہ

شاہجہاں کے عہد حکومت کی مبسوط و مفصل تاریخ ہے اور ۱۰۷۰ھ میں تصنیف ہوئی ہے
محمد صالح منشی عنایت اللہ مصنف بہار دانش کا چھوٹا بھائی اور عہد شاہجہاں
کا مشہور مصنف ہے اس نے ایک بہترین کتاب فارسی شعر و سخن کے متعلق لکھی ہے
جس کا نام بہار سخن ہے۔ پروفیسر ڈوسن نے میر صالح کشفی کو عمل صالح کا مصنف سمجھا ہے
جو فارسی کا مشہور شاعر اور خطاط ہے لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ کشفی نے ۱۰۶۱ھ میں
انتقال کیا اور اس کے نو سال بعد ۱۰۷۰ھ میں یہ کتاب تصنیف ہوی ہے اور اس کا
مادۂ تاریخ ہے "لطیفہ فیض الٰہی"

عمل صالح کا دوسرا نام شاہجہاں نامہ ہے۔ اس کی ابتدا میں بطور مقدمہ آباؤ
اجداد کے حالات بابر کے زمانہ سے شروع کئے ہیں۔ جس میں اکبر و جہانگیر کے حالات کسی قدر
تفصیل کے ساتھ درج ہیں اس کے بعد اصل تاریخ کا آغاز ہوا ہے جس میں عہد شاہجہاں
کے واقعات تخت نشینی سے اورنگ زیب عالمگیر کے آغاز حکومت تک کمال شرح
و بسط کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ خاتمہ میں ان امراء حکما علما اور شعراء کا تذکرہ لکھا ہے
جنھیں شاہجہاں کے دربار سے تعلق رہا ہے۔

یہ کتاب سلسلہ کتب ہندیہ میں ۱۹۱۲ء سے طبع ہو رہی ہے اور اس وقت
تک اس کی دو جلدیں شائع ہوی ہیں۔

ایلیٹ جلد ہفتم صد ۱۲۳ تا صد ۱۳۲ بارلے ص ۱۲۴ ناسولیس کا مضمون ص ۴۶۲
ریو جلد اول ص ۲۶۳

۲۵

شاہ جہاں نامہ

تصنیف مرزا محمد طاہر آشنا المخاطب بہ عنایت خاں

شاہجہاں کے عہد حکومت کی تیس سالہ تاریخ جس میں ابتدائے جلوس سے ۱۰۶۸ھ تک واقعات ہیں۔

مصنف اس کا ظفر خاں کا فرزند اور خواجہ ابوالحسن (وفات ۱۰۴۲ھ) کا پوتا تھا۔ ابوالحسن اکبر کے زمانے میں ولائیت سے ہندوستان میں آیا اور شاہزادہ دانیال کا وزیر اور صوبہ جات دکن کا دیوان مقرر ہوا۔ جہانگیر نے اپنے زمانہ میں عہدہ وزارت اور منصب پنجہزاری سرفراز فرمایا۔

ظفر خاں جہانگیر اور شاہجہاں کے امراء عظام میں شامل تھا اور بادشاہ نے اسے کشمیر کا صوبہ دار مقرر کیا تھا۔ ۱۰۷۳ھ میں بہ مقام لاہور اس کا انتقال ہوا ہے۔ فارسی کا مشہور شاعر مرزا صائب اس کی ملاقات کے لئے ولائت سے آیا اور مدت تک اس کے دربار میں متوسل رہا۔

محمد طاہر شاہ جہاں کے دو ہزاری منصب داروں میں شامل تھا۔ جب اورنگ زیب برسر حکومت ہوا تو اس نے کشمیر میں گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ اور ۱۰۸۱ھ میں انتقال کیا۔ شعر و سخن سے اس کو خوب دلچسپی تھی۔ تذکرہ نویسوں نے اس کے دیوان کا ذکر کیا ہے جس میں غزلیات کے علاوہ متعدد قصائد و مثنویات بھی شامل ہیں (ماثر الامرا جلد اول ص ۲۷، جلد دوم ص ۷۶۳۔ سرو آزاد ص ۹۵ نتائج الافکار ص ۳۳ و ۳۴۔

محمد طاہر کا شاہجہان نامہ اُن تاریخوں کا ملخص ہے جو شاہجہاں کے حکم سے مختلف مصنفوں نے مختلف اوقات میں تصنیف کئے ہیں اور اسی وجہ سے اس کو

تذکرہ نویسوں نے ملخص احوال سی سالہ شاہجہاں کے نام سے موسوم کیا ہے اس کا ابتدائی ماخذ محمد امین قزوینی کا بادشاہ نامہ ہے جسمیں اس نے جلوس کے چوتھے سال سے دسویں سال تک ضروری واقعات انتخاب کئے تھے پھر اس کو عبد الحمید کی تصنیف سے تطبیق دیکر بقیہ حالات کو تیس سال کے اختتام تک اس سے اور اس کے تکملہ سے نقل کیا ہے اور اس کی ابتدا میں بادشاہ کے اجداد کا مختصر تذکرہ اور پیدائش سے جلوس تک حالات اضافہ کئے ہیں۔ خاتمہ میں ہندوستان کے صوبوں کی تفصیل اور ان شہزادوں اور منصبداروں کے حالات تحریر کئے ہیں۔ جو شاہجہاں کے عہد میں گزرے ہیں۔

اس کتاب کے دیباچہ کا انگریزی ترجمہ اور بہت سے اقتباس الیٹ کی تاریخ میں شامل ہیں۔

ایلیٹ جلد ہفتم ص ۷۳ تا ۱۲۰ مارلے ص ۱۲۳ ریو جلد ۱ ص ۲۶۱ جلد ۳ ص ۱۰۸۳

(۳۶)

لطائف الاخبار

تصنیف محمد بدیع المخاطب بہ رشید خاں

شاہزادہ داراشکوہ کے مہم قندہار کی مفصل تاریخ۔

دیباچہ میں یا کتاب میں کسی اور مقام پر مصنف نے اپنا نام نہیں لکھا ہے لیکن خافی خاں مورخ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب محمد بدیع کی تصنیف ہے جس کا خطاب رشید خاں تھا اور وہ دیوان تھا۔ نواب مہابت خاں کا۔

(منتخب اللباب جلد اول ص ۷۲۲

مصنف نے اس کا نام اگرچہ لطائف الاخبار رکھا ہے۔ لیکن زیادہ تر

تاریخ قندھار کے نام سے شہرت رکھتی ہے۔ اس کا مصنف اس مہم میں شاہزادہ کے ہمرا
رکاب تھا۔ اس لیئے اس میں اس نے اپنے چشم دید واقعات تحریر کیئے ہیں۔

اس کے مضامین تین مختلف عنوانوں کے تحت میں مذکور ہیں۔

اولاً وہ واقعات جو دارا شکوہ کی مہم سے پہلے گزرے ہیں مثلاً ازبکون کا
حملہ قندہار پر۔ نذر محمد خاں والی توران کے زیر کمان۔ شاہزادہ مراد اور
اورنگ زیب کا حملہ قندہار پر۔ دارا شکوہ کا جانب قندہار روانہ ہونا

ثانیاً۔ دارا شکوہ کی مہم کا روزنامچہ۔ ار جمادی الثانی ۱۰۶۳ھ سے ۱۵ ذی قعدہ
۱۰۶۳ھ تک۔

ثالثاً۔ دارا شکوہ کا مہم قندہار سے واپس ہونا اور ۹ ذی القعدہ ۱۰۶۳ھ کو کچھ
عرصہ کے لئے ملتان میں قیام کرنا۔

خافی خاں جلد اول ص ۷۲۲ ریو جلد اول ص ۲۰۴۔ ایتھے ۳۳۸، ۳۳۹

اورنگ زیب عالمگیر ۱۰۶۸ھ–۱۱۱۸ھ

۲۷

عالمگیر نامہ

تصنیف مرزا محمد کاظم بن محمد امین قزوینی

اورنگ زیب عالمگیر کے عہد سلطنت کی دہ سالہ تاریخ جس میں ۱۰۶۸ھ سے ۱۰۷۷ھ
تک واقعات مذکور ہیں۔

مرزا کاظم کا باپ محمد امین جو زیادہ تر امینائی قزوینی کی نام سے مشہور ہے۔ شاہجہاں
کے اہل دربار سے تھا اور اس نے شاہجہاں کے پہلے دہ سالہ عہد حکومت کی تاریخ بھی لکھی ہے

جو بادشاہ نامہ کے نام سے مشہور ہے (دیکھو نمبر ۲۲)

مرزا کاظم کو شاہجہاں نے اورنگ زیب کا اتالیق مقرر کیا تھا اورنگ زیب جب برسر حکومت ہوا تو دفتر انشا اس کے تفویض کیا اور اپنے عہد کی تاریخ لکھنے کا حکم دیا مرزا کاظم نے آغاز حکومت سے ۱۰۷۸ھ تک دس سال کے حالات قلم بند کئے اور انھیں جلوس کے بیسویں سال بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کیا لیکن بادشاہ کے نزدیک آثار ظاہر پر بنائے باطن کی تاسیس مقدم تھی اس لئے مرزا کو منع کر دیا کہ آئندہ تحریر تاریخ کا سلسلہ جاری نہ رکھے (ماثر عالمگیری ص ۹۸) اور اس خدمت سے ہٹا کر ۲۱ جلوس ۱۰۹۸ھ میں اسے ابتیاع خانہ کا داروغہ مقرر کر دیا (ماثر ص ۱۶۳) اس واقعہ کے دو سال بعد ۲۳ جلوس (۱۰۹۱ھ) میں اس کا انتقال ہو گیا۔

عالمگیر نامہ ۱۸۷۳ء میں سلسلہ کتب ہندیہ میں بمقام کلکتہ چھپ گیا ہے۔

ریو جلد اول ص ۲۶۶ - ایلیٹ جلد ہفتم ص ۱۷۴ تا ص ۱۸۰ تا سوسیس جلد دوم ص ۲۱

ریو جلد سوم ص ۱۰۸۳ نے تاریخ محمدی کے حوالہ سے مرزا کاظم کا ۱۰۹۲ھ / ۱۶۸۱ء وفات لکھا ہے لیکن یہ غلطی ہے۔

۲۸

تاریخ آشام

تصنیف شہاب الدین طالش

میر جملہ میر محمد سعید اردستانی المخاطب بہ خان خاناں معظم خاں والی بنگالہ کے فتوحات و سوانحات آشام و کوچ و بہار کی تاریخ ہے جو اورنگ زیب عالمگیر کے چوتھے اور پانچویں سال جلوس میں ۱۰۷۲ھ اور ۱۰۷۳ھ کے مابین واقع ہوئے ہیں۔

اس کا مصنف شہاب الدین طالش شاہی منصبداروں سے تھا بادشاہ نے

اسے بنگالہ میں تعینات کیا تھا اور میر جملہ کی مہمات میں یہ بھی بذات خود شریک تھا اس نے اپنے ذاتی مشاہدات کی بنا پر یہ کتاب تصنیف کی اور اس کا نام فتحیہ عبریہ رکھا اس کے واقعات میر جملہ کی وفات پر ختم ہوتے ہیں جو ۲ رمضان ۱۰۷۳ھ کو خضر پور میں واقع ہوئی ہے اور اس کے اڑتالیس یوم بعد ۲۰ شوال ۱۰۷۳ھ کو مصنف نے اس کی تصنیف سے فراغت حاصل کیا ہے۔

تاریخ آشام ۱۲۶۵ھ میں بمقام کلکتہ مطبع آفتاب عالم تاب میں چھپی ہے۔ ڈاکٹر جان گل کرسٹ کی فرمایش سے فورٹ ولیم کالج کے لئے میر بہادر علی حسینی نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو ۱۸۰۵ء میں بمقام کلکتہ طبع ہوا ہے اور اس اردو کا فرنچ ترجمہ ۱۸۴۵ء میں پیرس میں چھپا ہے۔

ایلیٹ جلد ہفتم ص ۱۹۹ و ۲۶۵ تا ص ۲۶۹ - دی ٹاسی جلد اول ص ۲۳۳ - ریو جلد اول ص ۲۶۶

(۲۹)

وقایع گولکنڈہ

تصنیف نورالدین مرزا محمد شیرازی المخاطب بہ نعمت خان عالی

اورنگ زیب عالمگیر نے ۱۰۹۷ھ میں قلعہ گولکنڈہ کا جو محاصرہ کیا تھا اس کے بعض حالات و واقعات اس میں مذکور ہیں۔

مصنف کا نام نورالدین محمد ہے اس کے اجداد شیراز کے رہنے والے تھے اور خود اس کی ولادت ہندوستان میں ہوئی تھی۔ اورنگ زیب کا درباری ملازم تھا ۱۱۰۴ھ میں بادشاہ نے اسے باورچی خانہ کا داروغہ بنا کر نعمت خاں کا خطاب دیا اس کے چند سال بعد اپنی حکومت کے اخیر ایام میں مقرب خاں کا خطاب سرفراز کرکے داروغہ جواہر خانہ

بنا دیا۔ عالمگیر کی وفات کے بعد شاہ عالم بہادر شاہ نے اعظم شاہ پر فتح حاصل کر کے سلطنت پر تسلط حاصل کیا تو اسے دانشمند خاں کا خطاب دیگر مقرب خاص مقرر کیا اور اپنے عہد سلطنت کی تاریخ نویسی اس کے تفویض کی۔ ۱۱۳۱ھ میں اس نے انتقال کیا اور بہ مقام حیدر آباد دائرہ میر محمد مومن استر آبادی میں مدفون ہوا۔ سرو آزاد ص ۱۳۶ نتائج الافکار ص ۲۹۹۔ گلزار آصفیہ ص ۶۱۲

وقائع گولکنڈہ مبئی لکھنو، کانپور میں کئی بار چھپا ہے اور وقائع نعمت خان عالی کے نام سے مشہور ہے۔ خافی خاں نے اپنی تاریخ میں فتح گولکنڈہ کے واقعات بیان کرتے ہوئے اس کا اقتباس بھی نقل کیا ہے۔ دیکھو منتخب اللباب جلد دوم ص ۳۳۱ تا ص ۳۶

۳۰

واقعات عالمگیری

تصنیف میر محمد عسکری عاقل خاں رازی

اورنگ زیب کے عہد حکومت کے ابتدائی پنج سالہ واقعات۔ داراشکوہ، شجاع۔ مراد اور اورنگ زیب کی باہمی خانہ جنگیاں۔ ابتدا میں ولادت کا حال۔ آخر میں شاہ جہاں کے انتقال کی کیفیت بھی درج ہے۔

عاقل خاں اورنگ زیب کا مشہور امیر ہے اس کے اجداد خواف علاقہ خراسان کے رہنے والے تھے خود اس کی ولادت اورنگ آباد میں ہوئی ہے شیخ برہان الدین راز الہی کا مرید تھا اسی لئے رازی تخلص کیا کرتا تھا۔ ۱۱۰۸ھ میں اس کا انتقال ہوا ہے فارسی نظم ونثر میں اس نے متعدد تصنیفات چھوڑی ہیں۔ پدماوت اور مدمالتی کے عاشقانہ حکایات کو شمع وپروانہ اور مہر و ماہ کے نام سے منظوم کیا ہے۔ اپنے مرشد کے ملفوظات ثمرات الحیات کے نام سے جمع کئے ہیں مفصل حالات کے لئے دیکھئے۔ ماثر عالمگیری ص ۳۸۳۔ ماثر الامراء

جلد ۲ ص ۸۲۱ - مراۃ الخیال ص ۲۳۸ - نتائج الافکار ص ۱۸۱

یہ کتاب مختلف ناموں سے مشہور ہے۔ ظفر نامہ عالمگیری۔ وقائع عالمگیری۔ واقعات عالمگیری وغیرہ لیکن اس کا صحیح نام جیسا کہ مورخ خافی خاں نے لکھا ہے۔ واقعات عالمگیری ہے

منتخب اللباب جلد دوم ص ۳۲ - ریو ج ۱ ص ۲۶۶

۳۱

ماثر عالمگیری

تصنیف محمد ساقی مستعد خاں

اورنگ زیب کے عہد سلطنت کی چہل سالہ تاریخ۔ گیارہویں سال جلوس (۱۰۷۸ھ) سے وفات (۱۱۱۸ھ) تک

مستعد خاں۔ نواب عنایت اللہ خاں کا منشی تھا۔ اپنے آقا کی فرمائش سے شاہ عالم بہادر شاہ کے عہد حکومت میں ۱۱۲۲ھ کے قریب اسے مرتب و مدون کیا۔ اور تخت نشینی سے دسویں سال جلوس تک جو واقعات گزرے ہیں انھیں ملا محمد کاظم کے عالمگیر نامہ سے انتخاب کرکے مقدمہ کے طور پر ابتدا میں شامل کیا ہے۔

عنایت اللہ خاں اورنگ زیب کا امیر اور معتمد خاص تھا۔ بادشاہ نے اس کی وساطت سے جو احکام اعیان و امرا کے نام صادر کئے تھے ان کو اس نے احکام عالمگیری کے نام سے جمع کئے ہیں اور جو شقے خود بادشاہ نے اپنے قلم خاص سے لکھے تھے ان کا ایک مجموعہ مرتب کرکے اسے کلمات طیبات کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ۱۱۳۹ھ میں بعہد حکومت محمد شاہ بادشاہ اس نے وفات پائی ہے۔ ماثر الامرا جلد ۲ ص ۸۲۸

ماثر عالمگیری سلسلہ کتب ہندیہ میں ۱۸۷۱ء میں بمقام کلکتہ چھپ گئی ہے۔

ایلیٹ جلد ۷ ص ۱۸۱ تا ص ۱۹۷ - مارلے ص ۱۲۷ ریو جلد ۱ ص ۲۷۰

جانشینانِ اورنگ زیب عالمگیر

۳۲

بہادر شاہ نامہ

تصنیف نور الدین مرزا محمد شیرازی المخاطب بہ نعمت خان عالی

عالمگیر اورنگ زیب کے دوسرے فرزند شاہ عالم بہادر شاہ (سنہ ۱۱۱۹ھ سنہ ۱۱۲۴ھ) کے پہلے دو سالہ حکومت کی تاریخ ہے، بادشاہ نامہ عہد مبارک، بھی اس کا نام ہے، اس کا ایک حصہ جس میں اعظم شاہ اور بہادر شاہ کی معرکہ آرائیوں کا تذکرہ ہے، جنگ نامہ نعمت خان عالی کے نام سے لکھنؤ اور کانپور کے مختلف مطابع میں کئی بار چھپ چکا ہے اور راجہ راجیشور راؤ صاحب اصغر نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو کارنامہ کے نام سے مطبع نولکشور پریس کانپور میں طبع ہوا ہے، نعمت خان عالی کے لئے دیکھو نمبر ۲۹،

۳۳

تاریخ ارادت خان

تصنیف نواب ارادت خان واضح ولد کفایت خان شکستہ نویس

نواب ارادت خان کی سوانح عمری اور اُس کے زمانہ کے

ہفت سالہ واقعات کی تاریخ جس کی ابتدا عالمگیر اورنگ زیب کی وفات (۱۱۱۸ھ ۱۷۰۷ء) سے ہوئی ہے اور ۱۱۲۵ھ کے آغاز پر جبکہ فرخ سیر فتحیاب ہو کر دہلی میں داخل ہوتا ہے اس کا خاتمہ ہوا ہے،

مصنف کا اصلی نام میر مبارک اللہ ہے اس کا دادا میر محمد باقر جہانگیر کے عہد میں میر بخشی کی خدمت پر مامور تھا، جب شاہ جہاں بر سر حکومت ہوا تو اس کو اپنا وزیر بنا لیا، اس کے بعد خان اعظم کے عوض دکن کی ایالت اس کے تفویض کی، اس کی دختر شاہ شجاع سے منسوب تھی اس نے ۱۰۵۸ھ میں وفات پائی ہے،

اس کے باپ میر محمد اسحق نے شاہ جہان اور اورنگ زیب کے عہد میں مختلف خدمات انجام دیئے، اورنگ زیب نے جب داراشکوہ پر فتح حاصل کی تو اس کو اودھ کا صوبہ دار بنا دیا، اس کے دو ماہ بعد ۱۰۶۸ھ کے ماہ ذی الحجہ میں اس کا انتقال ہو گیا،

مبارک اللہ عالمگیر کے مشاہیر امرا سے تھا، بادشاہ نے ابتدا میں اسے آختہ بیگی کی خدمت پر مامور کیا ۱۱۰۰ھ میں جلوس کے تینتیسویں (۳۳) سال اسلام آباد چاکنہ کی فوجداری پر مامور ہوا، ۱۱۰۸ھ میں بادشاہ نے ارادت خاں کا خطاب دیکر اورنگ آباد کا فوجدار بنا دیا، اس کے کچھ عرصہ بعد گلبرگہ کا قلعہ دار مقرر ہوا، شاہ عالم نے جب جلوس کیا تو اسے منصب چار ہزاری سے سرفراز فرمایا ارادت خاں نے فرخ سیر کے عہد میں ۱۱۲۸ھ میں انتقال کیا،

ارادت خاں کا تخلص واضح تھا اور وہ میر محمد زمان راسخ (وفات ۱۱۰۷ھ) سے تلمذ رکھتا تھا، شعر خوب کہتا اور زبردست انشا پرداز تھا،

اس کے منشآت جو پنج رقعہ اور بنیا بازار کے نام سے مشہور ہیں چھپ گئے اور عام طور پر ملتے ہیں، مآثر عالمگیری صہ ۱۰۸ صہ ۳۳۳ صہ ۳۸۲ صہ ۲۷ نہ مآثر الامرا جلد اول صہ ۲۰۳ تا صہ ۲۰۶ سرو آزاد صہ ۱۴۶، مراۃ الخیال صہ ۳۰۱ نتائج الافکار صہ ۹

ارادت خاں نے اپنی سوانح سنہ ۱۱۲۶ میں تمام کی ہے، لیکن دیگر مصنفین کی طرح کسی خاص نام سے موسوم نہیں کیا ہے، عام طور پر اسے سوانح ارادت خاں یا تاریخ ارادت خاں کہتے ہیں، میجر اسکاٹ نے کسی قدر اختصار کے ساتھ اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو سنہ ۱۷۸۶ء میں لنڈن میں چھپا ہے، مولوی سید اشرف شمسی نے اردو میں بھی ترجمہ کیا ہے جو سوانح ارادت خان کے نام سے حیدر آباد میں طبع ہوا ہے، ایلیٹ جلد ہفتم صہ ۵۳۴ تا صہ ۵۴۴ ریو جلد سوم صہ ۹۳۸،

۴۳

شاہ عالم نامہ

تصنیف میر غلام علیخان ولد بھکاری خاں روشن الدولہ رستم جنگ بہادر

شاہ عالم دوم کے پہلے دو سالہ عہد حکومت کی تاریخ ہے مولف نے تمہید کے طور پر عالمگیر ثانی کے جلوس سے اس کی ابتدا کی ہے اور ان تمام واقعات کو تفصیل کے ساتھ لکھا ہے جو شاہ عالم کو حصول سلطنت کیلئے پیش آئے تھے، مرہٹوں کی اس مشہور لڑائی پر جو سنہ ۱۷۶۱ء میں پانی پت میں واقع ہوئی تھی یہ کتاب ختم ہوگئی ہے۔

اس کا مصنف میر غلام علی خاں شاہزادہ مرزا جوان بخت بہادر شاہ کا ملازم تھا، کرنیل فرنکلن نے شاہ عالم کی جو تاریخ لکھی ہے اس میں اس سے بھی بہت کچھ مدد لی ہے، ڈاکٹر سہروردی اور مرزا کاظم شیرازی نے اسے ایڈیٹ کر کے ۱۹۱۴ء میں بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے سلسلہ کتب ہند یہ میں چھپوایا ہے، ایلیٹ جلد ہفتم ص ۳۹۳،

۳۵

تاریخ شاہ عالم

تصنیف منالال دلد بہادر سنگھ

شاہ عالم بادشاہ کے اڑتالیس سالہ عہد حکومت کی تاریخ ابتداء جلوس (۱۱۷۳ھ) سے وفات (۱۲۲۱ھ) تک۔

اس کا مصنف جس کا نام الیٹ نے منولال لکھا ہے دفتر خالصہ کا منشی تھا اس نے کتاب میں سلسلۂ تاریخ کو قائم رکھنے کیلئے بطور تمہید کے عالمگیر ثانی کے اخیر عہد کی مختصر تاریخ لکھی ہے، اس کے بعد شاہ عالم کے واقعات کو سال بسال قلم بند کیا ہے ابتداء سے تیسویں سال تک واقعات تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں اس کے بعد چونکہ مصنف کی بینائی زائل ہوگئی تھی اس لئے اکتیسویں سال سے اڑتالیسویں سال تک کے واقعات مجمل طور پر تحریر کئے ہیں، ایلیٹ نے اس کا جو نسخہ دیکھا ہے اس میں صرف چوبیس سال کے واقعات تھے کرنیل فرانکلن نے شاہ عالم کی جو تاریخ لکھی ہے، اسکی بنیاد اسی کتاب پر قائم کی گئی ہے ایلیٹ جلد ہشتم ص ۳۹۳ ریو جلد سوم ص ۹۴۳ محبوب الالباب ص ۷۲

۳۶

عبرت نامہ

تصنیف محمد خیر الدین الہ آبادی

شاہ عالم ثانی (۱۱۷۳ھ سنہ ۱۲۲۱ھ) کے عہد حکومت کی مفصل تاریخ ابتداء سے سنہ ۱۲۰۶ھ تک اور ابتداء میں ایک مختصر تذکرہ بادشاہ کے آباد و اجداد کا،

اس کا مصنف الہ آباد کا باشندہ تھا، ابتداء میں مسٹر انڈرسن کے یہاں ملازم ہوا جو انگریزوں کی طرف سے دربار سندھیا میں سنہ ۱۱۹۸ھ سے سنہ ۱۱۹۹ھ تک رزیڈنٹ تھا، جو مرہٹوں اور انگریزوں کے مابین معاہدات ہوئے تو اون کے ترجمہ کرنے میں مصنف نے انڈرسن کو بہت بڑی امداد دی، سنہ ۱۲۰۰ھ میں مصنف بیمار ہوگیا تو انڈرسن کی ملازمت چھوڑ دی، اس کے بعد چند روز کے لئے شاہزادہ جہاندار شاہ کا ملازم ہوگیا، سنہ ۱۲۰۲ھ میں لکھنو پہونچا، اور ایک سال نواب سعادتعلی خان کے دربار میں گزارا، سنہ ۱۲۰۳ھ میں لکھنو سے جون پور چلا آیا اور یہاں کی سکونت اختیار کرلی اور برٹش گورنمنٹ نے اس کے لئے پنشن مقرر کردی تھی، اوس سے اپنی زندگی کے بقیہ ایام جون پور میں بسر کئے، یہاں تک کہ سنہ ۱۲۴۳ھ میں انتقال کیا، الیٹ جلد ہشتم صـ ۲۳۷ ـ صـ ۲۵۴ ریو جلد سوم صـ ۹۴۶،

مصنف نے اس کے علاوہ تاریخ کی چند اور کتابیں بھی لکھی ہیں مثلاً

(۱) تاریخ جون پور، یہ کتاب ابراہیم ولنڈ[۵] کی فرمائش سے ۱۲۱۱ھ میں تصنیف ہوئی ہے اور اس کا انگریزی ترجمہ ۱۸۱۴ء میں کلکتہ میں طبع ہوا ہے

(۲) تحفہ تازہ۔ راجگان بنارس کی تاریخ ہے اور یہ بھی ابراہیم ولنڈ کی فرمائش سے تالیف ہوئی ہے، ایلیٹ نے اس کا نام بلونت نامہ لکھا ہے

اس میں حسب ذیل پانچ ابواب ہیں،

باب اول راجہ منسارام اور اس کے قرابت داروں کا تذکرہ

باب دوم راجہ بلونت سنگھ کا تذکرہ ۱۱۶۲ھ تا ۱۱۸۴ھ

باب سوم راجہ چیت سنگھ کا تذکرہ ۱۱۸۵ھ تا ۱۱۹۵ھ

باب چہارم راجہ مہی پت نارائن کا تذکرہ

باب پنجم راجہ اودے نارائن کا تذکرہ

اس کتاب کے جس قدر نسخے موجود ہیں ان میں صرف ابتدا کے تین باب پائے جاتے ہیں، اس سے خیال ہوتا ہے کہ مصنف نے اخیر کے دو باب تمام نہیں کئے تھے، ریو جلد سوم ص ۹۶۵ ایلیٹ جلد ہشتم،

(۳) تاریخ گوالیر، اس کا نام کارنامہ گوالیر ہے، اس میں نہایت قدیم زمانہ سے ۱۲۰۰ھ تک گوالیار کی تاریخ مذکور ہے، ریو جلد سوم ص ۱۰۲۸

عبرت نامہ کی ابتدا ایک طویل مقدمہ سے ہوئی ہے، جس میں مصنف نے شاہ عالم بادشاہ کے آباو اجداد کا تذکرہ امیر تیمور سے عالمگیر ثانی کی وفات تک تحریر کیا ہے، اس کے بعد ۱۱۷۳ھ سے ۱۲۰۹ھ تک شاہ عالم کی اڑتیس سالہ حکومت کے حالات کمال شرح و بسط کے ساتھ تحریر کئے ہیں،

---

[۵] ابراہیم ولنڈ جون پور کا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ تھا، ۱۲۴۲ھ میں اس کا انتقال ہوا ہے،

اس کتاب کی تصنیف کا منشا یہ ہے کہ مصنف اس تباہی اور بربادی
کو بیان کرے جو غلام قادر خان کی ظالمانہ طرز عمل کے باعث تیموری
شہزادوں اور خود شاہ عالم بادشاہ اور اس کے خاندان پر عاید ہوئی
ہے، غلام قادر نے جب بادشاہ کو اندھا کر دیا اور اس کے خاندان پر
طرح طرح کے ظلم وستم برپا کرنے شروع کئے تو مرہٹوں نے اسے گرفتار
کر کے ربیع الاول سنہ ۱۲۰۳ھ میں قتل کر دیا اور اس کے "سر، ہاتھ" اور پاؤں
کاٹ کر دہلی میں بھیجدئے، یہ عبرت خیز واقعہ چونکہ اس کتاب میں تفصیل کے
ساتھ مذکور ہے اس لئے مصنف نے اس کا نام عبرت نامہ رکھا ہے،

عبرت نامہ کا انتساب مختلف نسخوں میں مختلف ناموں سے کیا گیا
ہے، برٹش میوزیم میں اس کے دو نسخے ہیں، ان میں سے ایک نسخہ میں
محمد علی خاں کا نام ہے جو سنہ ۱۲۵۲ھ سے سنہ ۱۲۵۸ھ تک نصیر الدولہ کے لقب سے
حکمران رہا ہے، ریو جلد سوم صفحہ ۹۴۶، دوسرے نسخہ میں بجائے اسکے
لارڈ مارکوئیس ویلزلی کا نام درج کر دیا گیا ہے، یہ نسخہ گورنر جنرل کے
یہاں اس وقت پیش ہوا ہے جبکہ وہ سنہ ۱۸۰۲ء / ۱۲۱۶ھ کے ماہ جنوری میں سیاحت
کرتا ہوا اودھ کے دارالسلطنت میں وارد ہوا تھا، ریو جلد سوم صفحہ ۹۴۷
ایک تیسرے نسخہ میں ان ناموں کے عوض سر جارج ہلرو بارلو کا نام
پایا گیا ہے جو ابتداءً بنگال سیول سروس میں شامل تھا اس کے بعد
سنہ ۱۸۰۷ء سے سنہ ۱۸۱۳ء تک مدراس کا گورنر رہا، ۱۰ ڈسمبر سنہ ۱۸۴۶ء کو
انگلستان میں مرگیا۔ بوکلینڈ ڈکشنری صفحہ ۲۷ -

سلاطین تیموریہ کی عام تاریخیں

۳۷

منتخب اللباب

تصنیف میر محمد ہاشم خافی خان نظام الملکی

ہندوستان کی عام تاریخ ہے اس میں ابتدا فتح اسلام سے محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ تک حالات مذکور ہیں اور یہ کتاب تین جلدوں میں منقسم ہے،

جلد اول میں امیر ناصرالدین سبکتگین کے عہد سے سلطان ابراہیم لودہی کے انقراض تک سلاطین دہلی کا تذکرہ ہے

جلد دوم سلاطین تیموریہ سے متعلق ہے،

جلد سوم میں سلاطین دکن کے حالات ہیں،

پہلی جلد نادر و کمیاب ہے، دوسری اور تیسری جلدیں بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کی سعی و کوشش سے سلسلہ کتب ہندیہ میں چھپ گئی ہیں،

سیر المتاخرین میں خافی خاں کا نام ہاشم علی خاں تحریر ہے، لیکن خود خافی خاں نے کتاب کے دیباچہ میں اپنا نام محمد ہاشم خافی المخاطب بہ خافی خاں نظام الملکی لکھا ہے، بعض یورپین مصنف خیال کرتے ہیں کہ

اس کا لقب خافی خاں لفظ خفا سے نکلا ہے اور اس کی وجہ تسمیہ یہ بتاتے ہیں کہ اورنگ زیب عالمگیر نے بڑی تاکید کے ساتھ حکم دے رکھا تھا کہ اس کے عہد کی تاریخ لکھی نہ جائے، لیکن خافی خاں نے خفیہ طور پر اپنی تاریخ لکھی اور جب اس کی اشاعت ہوئی تو مصنف کا لقب خافی خاں مشہور ہو گیا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ خافی خاں کے اجداد خواف کے باشندے تھے، جو خراسان میں نیشاپور کے قریب آباد ہے (نزہت القلوب صفحہ ۱۸۲) اور اسی سے منسوب ہو کر اس نے خافی خاں پایا جیسا کہ صمصام الدولہ نے مآثر الامرا (جلد اول صفحہ ۲۶۴ و جلد سوم صفحہ ۶۹۰) میں لکھا ہے خوافی خاں کے لقب سے شہرت حاصل کی ہے،

خافی خاں کے اقارب شاہان تیموریہ کے متوسل تھے اس کے باپ کا نام خواجہ میر ہے وہ شاہزادہ داور بخش کا ملازم تھا اور اس کے اسیر ہونے تک اس کی رفاقت میں رہا (جلد دوم صفحہ ۱۵۵) خافی خاں کے خالو کا نام خواجہ کلاں ہے، اورنگ زیب نے ۱۰۶۸ھ میں جب شاہزادہ محمد سلطان کو اجین کا صوبہ دار بنایا تو خواجہ کلاں کو اس کا دیوان و نائب مقرر کیا اور کفایت خان کا خطاب دیگر عطائے خلعت و اسپ و فیل سے مفتخر فرمایا، (جلد دوم صفحہ ۱۹ و صفحہ ۲۰) خافی خاں نے سید محمد علامی سے علم حاصل کیا تھا یہ بزرگ اپنے عہد کے فاضل اجل اور ریاضی دان بے مثل تھے (جلد اول صفحہ ۳۰۲) اورنگ زیب کے عہد میں خافی خاں سالہا سال عاملان گجرات کی رفاقت میں رہا اور سورت و احمد آباد میں کارہائے نمایاں انجام دیئے (جلد دوم صفحہ ۴۲۴-۶۲۵) ۱۱۲۵ھ میں فرخ سیر نے خافی خاں کو دکن کا دیوان مقرر کیا (جلد دوم صفحہ ۷۴۰) یہ خدمت خافی خاں نے تین سال تک انجام دی اسکے بعد

جب دربار میں واپس آیا تو فرخ سیر نے مصطفیٰ آباد چوپڑہ کا فوجدار بنادیا (جلد ۲ صفحہ ۷۶۵) محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں نواب نظام الملک آصفجاہ دکن کے صوبہ دار مقرر ہوئے تو انہوں نے خافی خاں کو اپنا دیوان کل بنالیا اور اسی زمانہ سے اس نے اپنا لقب خافی خان نظام الملکی اختیار کیا،
منتخب اللباب کی دوسری جلد جس میں سلاطین تیموریہ کے حالات ہیں بابر بادشاہ کے فتح ہندوستان سے شروع ہوئی ہے، اس کے بعد ہمایوں، اکبر، جہانگیر، شاہ جہاں، اورنگ زیب، اعظم شاہ، بہادر شاہ جہاندار شاہ، فرخ سیر، محمد شاہ کے واقعات شرح وبسط کے ساتھ لکھے ہیں اس کے ابتداء میں ایک مقدمہ ہے جس میں ترک بن یافث کے زمانہ سے بابر کے جلوس تک شاہان مغول کا مختصر حال مذکور ہے،

خافی خان نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ اس میں محمد شاہ کے حالات سنہ ۱۱۳۰ھ تک تحریر ہیں لیکن محمد شاہ کے حالات میں ایسے متعدد واقعات موجود ہیں جو سنہ ۱۱۳۰ھ کے بعد وقوع پذیر ہوئے ہیں، مثلاً مبارز خان کا مارا جانا اور حیدر آباد پر نواب نظام الملک آصف جاہ کا متصرف ہونا یہ واقعہ سنہ ۱۱۳۷ھ کا ہے (جلد دوم صفحہ ۹۵۵) اسی طرح اشرف خاں افغان کی وفات کے بعد شاہ طہماسب صفوی کا ایران کی حکومت پر دوسری مرتبہ بحال ہونا یہ واقعہ ۱۱۴۲ھ میں سرزد ہوا ہے (جلد دوم صفحہ ۹۷۷) اور اس سے ظاہر ہے کہ خافی خاں اس تاریخ کی تالیف وترتیب میں سنہ ۱۱۴۲ھ تک مصروف و مشغول رہا، اورنگ زیب کے انیسویں سال جلوس سے کتاب کے اختتام تک خافی خاں نے اپنے چشم دید واقعات اور معتبر مسموعات تحریر کئے ہیں، چنانچہ اورنگ زیب کے حالات میں ایک موقع پر خود خافی خان نے

اس کا ذکر اس طرح کیا ہے ،

"اما راقم الحروف بقدر مقدور دست و پازدہ بعد تفتیش تمام و تفحص تمام بعضے مقدمات و واقعات قابل تحریر کہ از السنہ کہن سالان ثقہ مسموع نمودہ و از اہل دفتر و واقعہ نگار کل تحقیق کردہ و درین مدت برائی العین مشاہدہ نمودہ بدستور خوشہ چنیان بے بضاعت از صد یکے بزبان خامہ می دہد"

تیسری جلد جس میں سلاطین دکن کے حالات ہیں، بجائے خود ایک مستقل کتاب ہے اس میں ابتداً ایک مقدمہ ہے جس میں قبایل عرب کے دکن میں آکر سکونت پذیر ہونے اور سلاطین دہلی کی فتوحات دکن کی سرگذشت بیان کی ہے، اس کے بعد سلاطین دکن کی تاریخ شروع ہوئی ہے، جسکے دو حصے ہیں، پہلے حصہ میں سلاطین بہمنیہ کا تذکرہ ہے، دوسرے حصہ میں ملوک الطوایف کے حالات ہیں،

دوسری جلد دو جلدوں میں سنہ ۱۸۶۸ء سے سنہ ۱۸۷۴ء تک تقریباً چھ سال میں بمقام کلکتہ چھپی ہے، تیسری جلد کو سر ولزلی ہیگ نے سنہ ۱۹۲۱ء میں کلکتہ میں چھپوایا ہے، دوسری جلد کے طویل اقتباسات کا انگریزی ترجمہ پروفیسر ڈوسن نے کیا ہے، جو ایلیٹ کی تاریخ میں ساتویں جلد کے صفحہ ۲۱۱ سے صفحہ ۵۳۳ تک طبع ہوا ہے،

واکرلیس کا مضمون قسط سوم صفحہ ۲۶۵۔ مارلے صفحہ ۱۰ گرانٹ ڈف کی تاریخ مرہٹہ جلد اول صفحہ ۹۶

۳۸

سیر المتاخرین

تصنیف نواب میر غلام حسین خاں ولد نواب میر ہدایت علیخان طباطبائی

ہندوستان کے سلاطین مغلیہ کی عام تاریخ جس میں اورنگ زیب عالمگیر کی

وفات (۱۱۸۰ھ) سے ۱۱۹۵ھ تک واقعات مذکور ہیں،

غلام حسین خان کے اجداد سادات کرام اور ابراہیم طبا طبا کی اولاد سے تھے شاہ جہان آباد میں اس کی سکونت تھی، اسی جگہ ۱۱۴۰ھ میں غلام حسین کی ولادت ہوئی تھی، غلام حسین کی نانی کو نواب مہابت جنگ ناظم صوبہ عظیم آباد سے قرابت قریبہ تھی اسی تعلق کے باعث یہ خاندان شاہ جہان آباد سے آکر بہار میں سکونت پذیر ہو گیا تھا اور غلام حسین کے والد نواب ہدایت علی خاں کو مہابت جنگ نے بہار کی نیابت دیدی تھی

غلام حسین خان کا ابتدائی زمانہ شاہ عالم بادشاہ کے دربار میں گذرا، پھر شاہ جہان آباد سے بہار میں آنے کے بعد اس نے نواب قاسم علی خان کی مصاحبت اختیار کر لی، اور ایک مرتبہ اسکی طرف سے سفیر ہو کر گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز کی خدمت میں بھی گیا، جنرل گاڈرڈ رزیڈنٹ چنارگڈھ کے ساتھ اس کی بیحد دوستی تھی اور اس کی سفارش سے کچھ عرصہ اس نے دربار اودھ میں بھی بسر کیا اس کے بعد وہاں سے بہار میں واپس آکر اپنی جاگیر حسین آباد میں جو سہسرام کے قریب واقع ہے اپنی زندگی کے بقیہ ایام گزارے اور ۱۲۰۱ھ کے قریب اسی جگہ وفات پائی اور اپنے خاندانی مقبرہ میں مدفون ہوا،

سیر المتاخرین تین جلدوں میں منقسم ہے،

جلد اول میں نہایت قدیم زمانہ سے اورنگ زیب عالمگیر کی وفات تک ہندوستان کی عام تاریخ مذکور ہے، اس کو مقدمہ سیر المتاخرین کہتے ہیں، مصنف نے اس کی بنیاد سوجان رائے کی خلاصۃ التواریخ (دیکھو نمبر ۵) پر قائم کی ہے اور اسے اصلاح دیکر از اول تا آخر بطور مقدمہ کے

اپنی کتاب میں شامل کرلیا ہے،

جلد دوم میں اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے ۱۱۹۵ھ تک سلاطین دہلی کے واقعات تحریر ہیں،

جلد سوم میں بنگال کے وہ واقعات مرقوم ہیں جو ۱۱۵۱ھ سے ۱۱۹۵ھ تک وقوع پذیر ہوئے ہیں، جلد دوم کے دیباچہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ غرہ صفر ۱۱۹۴ھ کو مصنف نے اس کی تصنیف کا آغاز کیا، جلد سوم کے خاتمہ پر تحریر ہے کہ ۷ رمضان ۱۱۹۵ھ کو اسے ختم کرکے شغل تصنیف وتالیف سے فراغت حاصل کی، ایلیٹ جلد ہشتم صفحہ ۱۹۰ تا صفحہ ۱۹۴ مارلی صفحہ ۱۰۵ ریو جلد اول صفحہ ۲۸۰ تا صفحہ ۲۸۱ ۔

مقدمہ ۱۸۳۶ء میں اور جلد دوم وسوم ۱۸۳۳ء میں بمقام کلکتہ طبع ہوئے ہیں، کامل نسخہ جس میں تینوں جلدیں شامل ہیں ۱۸۶۶ء اور ۱۸۸۳ء میں دوبار بمطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں چھپا ہے، حاجی مصطفےٰ نے جو ایک نومسلم فرانسیسی تھا، مقدمہ کو چھوڑ کر باقی کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کیا، جو تین جلدوں میں ۱۷۸۹ء میں بمقام کلکتہ طبع ہوا، پھر اس ترجمہ کی جنرل برگس نے اصلاح ونظر ثانی کی اور اسے ۱۸۳۲ء میں لندن میں چھپوایا۔

سید فرزند علی حسینی متوطن مونگیر مضافات صوبہ بہار نے ۱۲۹۵ھ میں سیر المتاخرین کا انتخاب کیا اور اس کا نام ملخص التواریخ رکھا۔ اور اس کے تین دفتر قرار دئیے، دفتر اول عہد امیر تیمور سے لیکر ودوم جلوس محمد شاہ بادشاہ (۱۱۵۲ھ) تک دفتر دوم حالات صوبہ جات بنگالہ وعظیم آباد واوڈیسہ جس کی ابتدار فخر الدولہ کی حکومت عظیم آباد اور شجاع الدولہ

داماد مرشد قلی خان کی حکومت بنگالہ داوڈلیسہ سے ہوتی ہے اور انگریزوں کے تسلط پر جو ۱۱۹۵ھ کا واقعہ ہے اختتام ہوا ہے، دفتر سوم میں ۱۱۵۲ھ سے شاہ عالم ثانی کے جلوس بست وسویم تک واقعات ہیں، محمد عبدالکریم نے جو فورٹ ولیم کے دارالانشاء میں ملازم تھا ۱۸۲۵ء میں اس ملخص پر نظر ثانی کی اور اسے زبدۃ التواریخ کے نام سے موسوم کر کے مسٹر انڈرو واسٹرلنگ کی تحریک سے ۱۲۴۳ھ ۱۸۲۷ء میں بمقام کلکتہ سرکاری مطبع میں چھپوایا،

منشی علی بخش نے اقبال نامہ تیموری کے نام سے اردو زبان میں اس حصہ کا ترجمہ کیا جو سلاطین مغلیہ سے متعلق ہے اور اسے ۱۸۴۸ء میں بمقام دہلی مطبع اردو اخبار میں چھپوایا، لالہ جواہر لال نے تینوں جلد کا ایک بہترین خلاصہ اردو میں لکھا اور مخزن التواریخ اس کا نام رکھا اور اسے ۱۸۵۳ء میں آگرہ میں طبع کرایا، منشی گوکل پرشاد نے کامل کتاب کا حرف بحرف ترجمہ کیا اور مراۃ السلاطین کے نام سے مطبع نولکشور لکھنؤ میں ۱۲۹۰ھ میں چھپوایا

۳۹

تاریخ منظفری

تصنیف نواب محمد علی خان انصاری

ہندوستان کے سلاطین تیموریہ کی مشہور ومعتبر تاریخ جس میں شہنشاہ بابر کے فتح ہندوستان سے ۱۲۰۲ھ تک واقعات ہیں،

اس کا مصنف پیر ہرات خواجہ عبداللہ انصاری کی اولاد سے ہے اس کا باپ عزت الدولہ ہدایت اللہ خاں اور دادا شمس الدولہ لطف اللہ خان

فرخ سیر اور محمد شاہ کے درباری امیر تھے، مصنف کی سکونت بنگال میں تھی اور نواب مظفر جنگ نے اسے ترہٹ اور حاجی پور کی عدالت فوجداری کا داروغہ مقرر کیا تھا،

نواب مظفر جنگ جس کا اصلی نام محمد رضا خاں شیرازی ہے، تاریخ بنگالہ میں غیر معمولی شہرت رکھتا ہے، سلاطین تیموریہ سلنے اسے نظامت بہار و بنگالہ کی نیابت تفویض کی تھی اور ۱۲۰۶ھ میں بمقام مرشد آباد اس کا انتقال ہوا تھا۔ مصنف اسی کے نام سے منسوب کرکے اس کتاب کا نام تاریخ مظفری رکھا ہے،

الیٹ نے اس کتاب کا جو نسخہ دیکھا ہے اس میں ۱۲۱۵ھ تک واقعات ہیں، برٹش میوزیم میں جو نسخہ ہے اس کا اخیر واقعہ جس پر کتاب ختم ہو گئی ہے ۱۲۲۵ھ میں واقع ہوا ہے اس اعتبار سے اس کتاب کے تاریخ اختتام کا تعین کرنا ناممکن امر ہے،

مصنف نے اس کے علاوہ ایک اور ضخیم تاریخ لکھی ہے جس میں ہندوستان کے واقعات عمومی مذکور ہیں، یہ کتاب بحر المواج کے نام سے موسوم اور تین جلدوں میں منقسم ہے،

پہلی جلد میں ہندوؤں کے زمانہ سے ابراہیم لودھی تک سلاطین دہلی کی تاریخ ہے، دوسری جلد میں دکن گجرات سندھ، بنگالہ، مالوہ، خاندیس جونپور کشمیر کے سلاطین کا تذکرہ ہے، تیسری جلد میں بابر کے جلوس سے محمد شاہ کی وفات تک واقعات ہیں،

حقیقت یہ ہے کہ تاریخ مظفری بحر المواج کی جلد سوم کا نقش ثانی ہے اور مصنف نے اس کی ابتدا میں دیباچہ کے پانچ صفحات اور اخیر میں

شاہ عالم کے جلوس تک واقعات اضافہ کرکے اسے ایک جدا کتاب بنا دیا
اور اسے تاریخ مظفری کے نام سے موسوم کر دیا ہے،
تاریخ مظفری میں بابر کے عہد سے شاہ عالم کی وفات تک
سلاطین تیموریہ کے حالات ہیں ابتدائی حصہ میں محمد شاہ کے جلوس تک
تذکرہ ہے، نہایت اختصار سے لکھا ہے، اس کے بعد محمد شاہ کے جلوس سے
شاہ عالم کی وفات تک واقعات اس تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں کہ
ان سے کتاب کا دو ثلث حصہ مملو ہو گیا ہے اور اس عہد کے متعلق معتبر و
مفصل ہونے کے لحاظ سے یہ تاریخ اپنی آپ نظیر ہے۔
مستشرقین نے اپنی تاریخ زوال سلطنت مغلیہ کی بنیاد اسی کتاب پر
قائم کی ہے، الیٹ جلد ہشتم ص ۳۱۶۔ ریو جلد اول ص ۲۸۳

۴۰

خلاصۃ التواریخ

تصنیف مہاراجہ کلیان سنگھ ولد مہاراجہ شتاب رائے بہادر

ہندوستان کے سلاطین تیموریہ کی تاریخ ابتداء سے ۱۲۲۸ھ تک
اور نظمائے بنگالہ کا تذکرہ،

اس کے مصنف کا نام اور خطابات اس طرح ہیں، انتظام الملک
ممتاز الدولہ مہاراجہ کلیان سنگھ تہور جنگ ابن ممتاز الملک مہاراجہ شتاب رائے
بہادر منصور جنگ مصنف کا دادا اہمت سنگھ دہلی کا باشندہ اور امیر الامراء نواب
شمس الدولہ کا دیوان تھا اس کے باپ مہاراجہ شتاب رائے کو بادشاہ نے
بہار کا ناظم مقرر فرمایا تھا ۱۱۸۷ھ میں شتاب رائے نے جب پٹنہ میں انتقال کیا

تو اس کا فرزند مہاراجہ کلیان سنگھ اس کا جانشین قرار پایا، وارن ہسٹنگز کے زمانہ میں جب جدید انتظامات عمل میں آئے تو مہاراجہ کلیان سنگھ بہار کی حکومت سے معزول کر دیا گیا، اس کے بعد کلیان سنگھ نے پٹنہ کی سکونت چھوڑ دی اور کلکتہ میں جا کر سکونت پذیر ہو گیا اور وہاں اس نے اپنی عمر کے چوبیس سال گزارے ۱۲۲۵ھ میں جب سخت بیمار ہو گیا تو کلکتہ سے پٹنہ کو واپس آیا اس کی عدم موجودگی میں اس کے باغات اور محلات جو پٹنہ میں واقع تھے تباہ و برباد ہو گئے تھے اس لئے اس نے بانکے پور میں ایک باغ کرایہ سے لیکر یہاں کی سکونت اختیار کی اسی زمانہ میں ابراہیم دلنڈ نے اس کے فرزند مہاراجہ دولت سنگھ بہادر دلیر جنگ کے توسط سے خواہش کی کہ نواب میر قاسم علیخاں ناظم بنگالہ کا ایک مفصل تذکرہ تحریر کیا جائے،

نظمائے بنگالہ اور دیگر صوبہ جات ہندوستان کے حکام چونکہ سلاطین تیموریہ کے ملازم و ماتحت تھے اس لئے مصنف نے کتاب کی ابتدا سلاطین تیموریہ کے احوال سے کی اس کے بعد نظمائے بنگالہ کا تذکرہ قلمبند کیا اسی دوران میں مصنف کی بینائی زایل ہو گئی تھی اس لئے کسی تاریخی تصنیف یا یادداشت سے اپنی تالیف میں مدد لینے سے معذور ہو گیا۔ اور محض اپنے حافظہ کی بنیاد پر اس تاریخ کے جملہ واقعات لکھوائے،

یہ کتاب ۲۴ ربیع الاول ۱۲۲۷ھ کو تمام ہوئی ہے اور اس کے مضامین دو حصوں میں منقسم ہیں،

پہلے حصہ میں امیر تیمور کے زمانہ سے محمد اکبر بادشاہ ثانی کے زمانہ تک سلاطین تیموریہ کے حالات ہیں،

دوسرے حصے میں نظمائے بہار و بنگالہ کا مفصل تذکرہ تحریر ہے اسکی

ابتدا، میر محمد قاسم خان کی نظامت (۱۱۷۴ھ) سے کی ہے اور خاتمہ اُس تذکرہ پر ہوا ہے جبکہ مصنف بہار کی نیابت سے معزول ہو کر کلکتہ میں سکونت پذیر ہوا تھا، یہ واقعہ ۱۱۹۸ھ کا ہے،

اس حصہ میں جن نظما کا تذکرہ ہے ان کے ناموں کی تفصیل یہ ہے۔

مختصر تذکرہ،

(۱) جعفر خان ۱۱۱۶ھ تا ۱۱۳۸ھ اس کو اورنگ زیب نے مرشد قلی خاں کا خطاب دیا تھا،

(۲) شجاع الدولہ۔

(۳) مہابت جنگ الہ وردی خان۔

(۴) سراج الدولہ غلام حسین خان۔

(۵) میر محمد جعفر خان۔

مفصل تذکرہ۔

(۶) میر محمد قاسم خاں ربیع الاول ۱۱۷۴ھ

(۷) نجم الدولہ فرزند محمد جعفر خاں،

(۸) سیف الدولہ فرزند محمد جعفر خاں، ۲۲ ذی القعدہ ۱۱۷۹ھ تا ۱۱۸۲ھ

(۹) مبارک الدولہ

نواب سرفراز حسین خان نے اس کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے جو بہار اوڈلیسہ ریسرچ سوسائٹی کے رسالوں میں شایع ہوا ہے۔ رسالہ بابت ۱۹۲۳ء صفحہ ۲۰۹ رسالہ بابت ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۴۲۔

ریو جلد سوم صفحہ ۹۲۵۔

امرائے تیموریہ کے تذکرے

۱۳

ماثر الامراء

تصنیف نواب شاہ نواز خاں صمصام الدولہ

سلطنت تیموریہ کے اُن مشاہیر امراء کا مبسوط و مفصل تذکرہ، جو شہنشاہ اکبر کے زمانہ سے محمد شاہ کے اخیر عہد تک گزرے ہیں،

مصنف کا نام سید عبد الرزاق الحسینی ہے اس کے اجداد خراسان کے علاقہ خواف کے باشندے تھے، اس کا پڑ دادا امیر کمال الدین حسین اکبر بادشاہ کے عہد میں ولایت سے ہندوستان میں آکر شاہی ملازمت میں شامل ہو گیا مصنف ۲۸ رمضان ۱۱۱۱ھ کو لاہور میں پیدا ہوا، ابتداء عمر میں اورنگ آباد چلا آیا، اور نواب نظام الملک آصف جاہ کا ملازم ہو گیا۔ نواب صاحب نے اسے صوبہ برار کا دیوان مقرر کر دیا، آصفجاہ کے فرزند نواب ناصر جنگ کے ساتھ مصنف کے مخلصانہ تعلقات تھے، اور ۱۱۵۲ھ میں ناصر جنگ نے جب آصف جاہ سے بغاوت کی تو مصنف ناصر جنگ کا شریک حال ہو گیا، اس واقعہ کے بعد آصف جاہ نے اسے خدمت سے معزول کر دیا اور وہ معتوب ہو کر تقریباً نو سال گوشہ نشین رہا۔ اس عرصہ میں اس نے ماثر الامراء کی تصنیف شروع کی، اور پانچسال کی

مسلسل محنت کے بعد اس کا بہت سا حصہ مرتب و مدون کر لیا ۱۱۶۱ھ میں
نواب آصف جاہ کی وفات کے بعد جب نواب ناصر جنگ برسر حکومت ہوئے
تو انہوں نے مصنف کو اپنا وزیر بنا لیا، اس کے بعد جب نواب صلابت جنگ
کا زمانہ آیا تو صمصام الدولہ کا خطاب دیکر اپنا وکیل مقرر کر لیا، اس کے چار
سال بعد ۳ رمضان ۱۱۷۱ھ کو بمقام اورنگ آباد ایک شورش میں بعض
مفسدوں نے اسے قتل کر دیا (مفتاح التواریخ صد ۳۳۸) صمصام الدولہ نے
مآثر الامراء کے علاوہ فارسی شعراء کا ایک تذکرہ بھی لکھا ہے، جس میں ابتداء
شعر فارسی سے اپنے زمانہ تک تمام مشاہیر شعراء کے تذکرے جمع کئے ہیں، اور
عہد وار طبقات میں منقسم کیا ہے، اس کا نام بہارستان سخن ہے اور اسکے
دو نسخے کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں (ریو جلد ۳ صد ۱۰۲۵)

صمصام الدولہ جب مارا گیا تو مفسدوں نے اس کے مال و اسباب کو
لوٹ لیا، اس ہنگامہ میں مآثر الامرا کا مسودہ بھی تلف ہو گیا، کچھ عرصہ کے بعد
اس کے منتشر اجزاء میر غلام علی آزاد بلگرامی کو ملے جس کو انہوں نے ترتیب
دیا اور اس کی ابتداء میں ایک دیباچہ اور مصنف کے حالات اور وسط
کتاب میں امراء کے چار تذکرے اپنی تصنیف سرو آزاد سے اخذ کر کے اس
میں اضافہ کئے اس طرح پر اس نسخہ میں ۲۶۵ امراء کے حالات جمع ہو گئے

میر عبدالحی خاں کو جو مصنف کا فرزند ہے ۱۱۸۲ھ میں مآثر الامرا
کے چند اور اجزاء مل گئے جس میں (۱۲۵) امراء کے حالات تھے اس کے بعد
عبدالحی نے (۳۴۰) امراء کے اور حالات خود لکھے اور ان سب کو حروف تہجی پر
تقسیم کر کے (۷۳۰) تراجم کا ایک جدید نسخہ ۱۱۹۴ھ میں مرتب کیا اس کے
ابتداء میں اپنا دیباچہ لکھا، اس کے بعد مولانا آزاد کا دیباچہ

مصنف کے حالات اور مصنف کا دیباچہ شامل کیا پھر تراجم کی مفصل فہرست مرتب کی اس کے بعد اصل کتاب کا آغاز ہوتا ہے

عبدالحی خان کی ولادت ۱۱۴۲ھ میں ہوئی اور نواب صلابت جنگ نے شمس الدولہ دلاور جنگ کا خطاب دیکر اسے دولت آباد کا نائب مقرر کیا اور ۱۱۷۵ھ میں جب صمصام الدولہ مارا گیا تو نواب صلابت جنگ نے اسے قلعہ گولکنڈہ میں محبوس کردیا، نواب نظام علی خان جب برسرحکومت ہوئے تو ۱۱۷۳ھ میں اسے رہا کرکے خلعت سے سرفراز کیا اور اس کا آبائی خطاب صمصام الدولہ صمصام الملک عطا فرمایا اس کے بعد عبدالحی خان نے مختلف خدمات انجام دئے، یہاں تک کے ۱۱۹۶ھ میں بمقام اورنگ آباد انتقال کیا ہے، خزانہ عامرہ ص ۲۹۶۔

عبدالحی خان نے ماثر الامرا کا جو نسخہ مرتب کیا تھا وہ بھی اس وقت مروج و متداول ہے، اور اسے ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال نے سلسلہ کتب ہندیہ میں تین جلدوں میں ۱۸۸۷ء سے ۱۸۹۵ء تک چھپوا کر شایع کرایا ہے،

ایچ بیورج نے اس کا انگریزی میں ترجمہ شروع کیا اس پر بہت سے حواشی بھی لکھے ہیں اور اس کی پہلی جلد سلسلہ کتب ہندیہ میں ۱۹۱۱ء میں طبع ہوئی ہے

ایلیٹ جلد ۸ ص ۱۸۷ - ریو - ص ۲۹۶

۴۲

تذکرۃ الامرا

تصنیف منشی کیول رام اگروالہ

اکبر کے عہد سے شاہ عالم بادشاہ کے عہد تک دربار تیموریہ میں
جس قدر امرا گذرے ہیں ان کا تذکرہ ہے اور ۱۱۹۴ھ میں تمام ہوا ہے
اس کا مصنف رگھوناتھ داس اگروالہ کا فرزند، مضافات بلند شہر
کا باشندہ اور شاہ عالم بادشاہ کے زمانہ میں منشی خانہ شاہی میں ملازم تھا،
اس نے ایک ضخیم کتاب فن انشا میں بھی لکھی ہے، جس کا نام طلسمات خیال
ہے اس کے مسودات مصنف کے فرزند منشی نولکشور نے ۱۱۹۷ھ میں صاف
کئے ہیں،

تذکرۃ الامرا کو مآثر الامرا کے مقابلے میں کوئی خاص اہمیت حاصل
نہیں ہے اس کی خصوصیت صرف یہ ہے کہ ہندو امراء کے حالات اسمیں
علیحدہ لکھے ہیں، ایلیٹ جلد ۸ صـ ۱۹۲ - ریو جلد ا صـ ۳۳۹ بوڈلین نمبر ۲۵۸

سلاطین دہلی کے ہمعصر فرمانرواؤں کی تاریخیں

سندھ

۳۴

چچ نامہ

تصنیف محمد بن علی بن حامد بن ابی بکر الکوفی

راجہ چچ والی الور کے افسانہ آمیز واقعات اور عربوں کے فتح سندھ کی تاریخ۔

ایک لامعلوم الاسم عربی تصنیف کا ترجمہ ہے جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ مولانا کمال الدین اسماعیل بن علی الثقفی کے اجداد سے کسی شخص نے تصنیف کیا تھا، سلطان معز الدین محمد بن سام کے غلام ناصر الدین قباچہ والی ملتان

(۶۰۷ھ ۶۲۵ھ) کے زمانہ مین ۶۱۳ھ کے بعد محمد بن علی الکوفی نے اوچھ سے بھکر میں آکر اس کتاب کو عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا اور اسے عین الملک فخرالدین حسین بن ابی بکر الاشعری کے نام سے معنون کیا یہ کتاب ابواب وفصول پر منقسم نہیں ہے بلکہ اس کے واقعات مختلف عنوانوں کے تحت میں مذکور ہیں منجملہ ان کے بعض اہم عنوانوں کی تفصیل یہ ہے

چچ بن سیلایچ کی تاریخ، رائے ساہسی کے وزیر رام کی خدمت میں چچ کا حاضر ہونا،

چچ کا رانی سہندی ملکہ راجہ ساہسی کے یہاں باریاب ہونا،

چچ کا وزیر مقرر ہونا

چچ کے ساتھ رانی کا عشق،

رائے ساہسی کا انتقال،

چچ کا رائے ساہسی کی جگہ برسرحکومت ہونا، مہرت کے ساتھ لڑائی۔ رانی کے ساتھ بیاہ۔

چچ کے بھائی چندر اکا آنا اور الور کی بنیاد قائم کرنا

چچ کا اسکالندہ سے ملتان میں آنا اور کشمیر کی سرحد کا قایم کرنا

چچ کا سیوستان کی جانب مہم روانہ کرنا،

چچ اور اکہم لوہانہ والی برہمن آباد کے واقعات

چچ کا کرمان کیطرف جانا اور کلران کی سرحد کا قایم کرنا،

چچ کا اربیل کی طرف حملہ اور انتقال کرنا

چچ کے بھائی چندر اکا الور میں برسرحکومت ہونا۔

عرب تاجر محمد علافی سے زمینداران رامل کا جھگڑا

محمد بن قاسم کے فتوحات ۔ راجہ داہر سے لڑائیاں اور ایک
لڑائی میں راجہ کے مارے جانے سے اس کی حکومت کا خاتمہ
یہ کتاب اس واقعہ پر ختم ہو گئی ہے ۔ راجہ داہر کی دو دختیروں کا
دمشق میں پہونچنا اور خلیفہ ولید بن عبد الملک کے حکم سے انکا قتل ہونا
اس کتاب کو "تاریخ ہند و سند" اور منہاج المسالک بھی کہتے
ہیں، ایلیٹ کی تاریخ میں اسکا ایک کار آمد اقتباس شامل ہے، جلد اول
(ص ۱۳۱ تا ص ۲۱۱)۔ پوسٹنس نے بھی اس کا ایک اقتباس بنگال ایشیاٹک
سوسائٹی کے رسائل میں شایع کیا ہے ۔ جلد ہفتم ص ۹۳ ۔ تا ص ۹۶ ص ۲۹۷
تا ص ۳۱۰ جلد دہم ص ۱۸۳ تا ص ۱۹۷ ۔ ص ۲۶۷ تا ص ۲۷۱ ۔

۴۴

تاریخ سندھ

تصنیف سید محمد معصوم نامی بن سید صفائی الحسینی الترمذی البھکری

سندھ کی مفصل تاریخ مسلمانوں کی فتوحات سے اکبر بادشاہ کے تسلط تک
اس کا مصنف سید محمد معصوم بھکر میں جو سندھ کا ایک مشہور شہر ہے
پیدا ہوا سنہ ۹۹۱ھ میں جب اس کے والد سید صفائی کا انتقال ہو گیا تو اپنے
وطن بھکر سے نکلکر گجرات میں آیا ۔ اور مرزا نظام الدین احمد بخشی مصنف
طبقات اکبری کے ندیموں میں شامل ہو گیا، اس کے کچھ عرصہ بعد دار السلطنت
میں آکر شہنشاہ اکبر کی ملازمت کرلی، سنہ ۱۰۱۳ھ میں بادشاہ نے اسے سفیر بناکر

شاہ عباس صفوی کے دربار میں بھیجا اور سنہ ۱۰۱۵ھ میں جب اس سفارت سے واپس آیا تو جہانگیر نے اسے امین الملک کا خطاب دیا، اس کے بعد اپنے وطن کو واپس چلا گیا اور سنہ ۱۰۱۹ھ میں بمقام بھکر اس کا انتقال ہوگیا، اس نے نظم و نثر میں متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں مثلاً خمسۂ نظامی کے جواب میں حسب ذیل مثنویات ہیں

(۱) معدن الافکار بجواب مخزن الاسرار (۲) حسن و ناز بجواب شیرین و خسرو (۳) پری صورت بجواب لیلی مجنوں (۴) خمسۂ متحیرہ بجواب ہفت پیکر (۵) اکبرنامہ بجواب سکندرنامہ، طب میں دو کتابیں بہت مشہور ہیں۔ طب نامی اور مفردات معصومی،

تاریخ سندھ چار حصوں میں منقسم ہے

حصۂ اول۔ بلاد سند کے اسلامی فتوحات بزمانہ خلیفہ ولیدبن عبدالملک اور ان حکام و عمال کا تذکرہ جو خلفائے بنی امیہ اور بنی عباس کے طرف سے سندھ میں حکمران رہے ہیں۔

حصۂ دوم۔ ان سلاطین ہندوستان کا تذکرہ جن کے حکام و عمال نے بلاد سندھ میں سنہ ۸۰۰ھ تک حکومت کی ہے اور سندھ کے حکمران خاندان سومرہ اور سمہ کی تاریخ سنہ ۹۱۶ھ تک

حصۂ سوم۔ سلاطین ارغونیہ کی تاریخ ذوالنون خاں کی حکومت سے سلطان محمود کی وفات تک (سنہ ۹۸۲ھ) اور بعض حکام تھتہ کا تذکرہ سنہ ۹۹۳ تک،

حصۂ چہارم۔ سند کے واقعات سنہ ۹۸۲ھ سے اکبر کے تسلط تک جو سنہ ۱۰۰۰ھ کا واقعہ ہے اور قلعہ بھکر کے حکام کا تذکرہ

اس کے اکثر اجزا کا انگریزی ترجمہ ایلیٹ کی جلد اول میں شامل ہے۔

کشمیر

۴۵

واقعات کشمیر

تصنیف ملا محمد اعظم ولد خیر الزماں خاں

کشمیر کی عام تاریخ ہے۔ جس میں ابتداء سے زمانہ تصنیف یعنی ۱۱۶۰ھ تک واقعات مذکور ہیں۔ اس کے مصنف ملا محمد اعظم کشمیر کے علماء کبار سے ہیں ۱۱۸۵ھ ان کی وفات ہوئی ہے۔ اور انہوں نے ثمرات الاشجار، فوائد المشایخ، تجربۃ الطالبین وغیرہ بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔

واقعات کشمیر کی تصنیف ۱۱۴۸ھ میں شروع ہوئی اور ۱۱۵۹ھ کے بعد اختتام کو پہونچی، اس کے مضامین کتب ذیل سے ماخوذ ہیں۔

(۱) تاریخ سید علی (۲) تاریخ رشیدی تصنیف مرزا حیدر دوغلات (۳) منتخب التواریخ تصنیف حسن بیگ (۴) تاریخ حیدر ملک چادورہ (۵) رشی نامہ تصنیف بابا نصیب (۶) درجات السادات، تصنیف خواجہ الحق تادجو (۷) اسرار الابرار تصنیف بابا داود مشکوتی (۸) تحفۃ الفقراء۔ (۹) ماثر عالمگیری وغیرہ۔

یہ کتاب ایک مقدمہ تین قسم اور ایک خاتمہ پر منقسم ہے

مقدمہ ۔ ذکر صوبہ کشمیر

قسم اول ۔ ذکر بنائے صوبہ کشمیر و ذکر راجگان قدیم جنہوں نے کشمیر میں حکومت کی ہے ۔

قسم دوم ۔ ذکر سلاطین کشمیر

قسم سوم ۔ ذکر سلاطین تیموریہ جنہوں نے کشمیر میں حکومت کی ہے جہانگیر کی تخت نشینی سے محمد شاہ کے جلوس تک،

خاتمہ کشمیر کے عجائب و غرایب کا بیان، اور پرگنہ جات کی تفصیل،

اس کا بہت بڑا حصہ مشاہیر کشمیر کے حالات سے مملو ہے اور ہر بادشاہ کے حالات کو ختم کر کے مصنف نے اس عہد کے علما، فقرا، اور شعرا کا تذکرہ نہایت تفصیل کے ساتھ تحریر کیا ہے ۔

یہ کتاب ۱۸۹۲ء میں لاہور میں چھپی ہے، منشی اشرف علی نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو ۱۸۴۶ء میں بمقام دہلی چھپا ہے، مسٹر نیول نے اس کا ایک کار آمد ملخص کیا ہے ۔ جو کشمیر کی اسلامی تاریخ کے عنوان سے رسالہ بنگال ایشیاٹک سوسائٹی (جلد ۱۵ ص ۲۰۴ تا ص ۱۴۱) میں شایع ہوا ہے پروفیسر ولسن نے اس کتاب کے متعلق ایک محققانہ مضمون تحقیقات ایشیا (جلد ۱۵ ص ۲ تا ص ۵) میں شایع کیا ہے، نیز دیکھو رسالہ ایشیا جلد اول ص ۲۹۶ تتمہ جلد ہفتم ص ۶ رسالہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال جلد بست وسویم ص ۲۵۳ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۸۰ ۔

گجرات

۴۶

تاریخ گجرات

تصنیف شاہ ابوتراب ولی ولد سید قطب الدین شکر اللہ شیرازی

گجرات کی تاریخ مظفر شاہ دوم کی وفات (سنہ ۹۳۲ھ) سے اکبر کی تسخیر گجرات اور مظفر شاہ سوم کی احمد نگر سے روانگی تک جو سنہ ۹۹۲ھ کا واقعہ ہے اس کے مصنف شاہ ابوتراب شیراز کے سادات کرام سے تھے ان کے دادا سید غیاث الدین جو سید شاہ میر کے لقب سے مشہور ہیں سنہ ۸۹۵ھ میں شیراز سے آکر چانپانیر میں سکونت پذیر ہوئے، ان کے فرزند سید قطب الدین شکر اللہ نے سلاطین گجرات کی فرمائش پر چانپانیر سے آکر احمد آباد میں رہائش اختیار کی، شاہ ابوتراب گجرات کے سربرآوردہ حضرات میں گنے جاتے تھے۔ اکبر نے جب گجرات فتح کیا تو ان کو اپنے مقربین میں شامل کر لیا، اور سنہ ۹۸۹ھ میں جب حاجیوں کا قافلہ ہندوستان سے مکہ کو روانہ ہوا تو اکبر نے ان کو پانچ لاکھ روپیہ نقد دیکر قافلہ سالار بنایا۔ ۱۳ رجمادی الاول سنہ ۱۰۰۳ھ کو شاہ صاحب نے

انتقال کیا، اور اپنے آباد کئے ہوئے قصبہ اسادل میں مدفون ہوئے،
مرآۃ احمدی خاتمہ ص ۱۰۴ انگریزی ترجمہ ضمیمہ ص ۵۶۔

شاہ ابوتراب نے اس تاریخ میں سلاطین تموریہ اور شاہان گجرات
کے تعلقات، مغلیہ حملوں کی کیفیت اور اکبر کی تسخیر گجرات کے واقعات
کو جو ان کے عینی مشاہدات پر مبنی ہیں، خوب شرح و بسط کے ساتھ
لکھا ہے اور آخر میں اپنے سفر مکہ اور وہاں سے آثار قدم رسول کے
لانے کی مفصل سرگذشت بیان کی ہے،

یہ کتاب سنہ ۱۹۰۹ء میں سلسلہ کتب ہندیہ میں شایع ہوئی ہے اور
سر ڈینی سن راس نے اس پر دیباچہ اور مفید تعلیقات لکھے ہیں،

۴۷

مرآۃ سکندری

تصنیف سکندر بن محمد المعروف بشیخ منجھو

سلاطین گجرات کی تاریخ ابتداء سے مظفر شاہ ثالث کی وفات
سنہ تک جو گجرات کا اخیر بادشاہ ہے

شیخ سکندر گجرات کے باشندے اور مرزا خان اعظم کے مصاحب
تھے اخیر عمر میں انہوں نے جہانگیر کی ملازمت اختیار کرلی تھی۔ ۱۰۲۶ھ
میں جب جہانگیر نے گجرات کا سفر کیا تو ان کے باغ میں بھی بطور تفریح
رونق افروز ہوا تھا۔ توزک جہانگیری جلد اول ص ۲۱۳۔

مرآۃ سکندری کے مطبوعہ نسخوں میں اس کا سن تصنیف مذکور نہیں ہے۔ لیکن مرآۃ احمدی (جلد اول ص ۱۵) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ۱۰۲۰ھ میں تمام ہوئی ہے، اور مصنف نے اس کی تصنیف میں تاریخ مظفر شاہی۔ تاریخ احمد شاہی حلوائی شیرازی۔ تاریخ محمود شاہی۔ تاریخ مظفر شاہی ملا طالی ؟ تاریخ بہادر شاہی سے مدد لی ہے اور جو واقعات ثقات سے سنے تھے انہیں بھی درج کتاب کیا ہے، مضامین کی ترتیب اس طرح پر ہے،

(۱) ذکر انساب سلاطین گجرات
(۲) ذکر سلطان محمد بن ظفر خان
(۳) ذکر سلطان مظفر
(۴) ذکر سلطان احمد شاہ
(۵) ذکر سلطان محمد شاہ بن احمد شاہ
(۶) ذکر سلطان قطب الدین احمد شاہ بن محمد شاہ
(۷) ذکر سلطان داؤد شاہ بن احمد شاہ
(۸) ذکر سلطان محمود شاہ بیگڑہ
(۹) ذکر سلطان مظفر شاہ ثانی
(۱۰) ذکر سلطان سکندر شاہ بن مظفر شاہ
(۱۱) ذکر سلطان بہادر شاہ
(۱۲) ذکر سلطان محمود شاہ
(۱۳) ذکر سلطان احمد شاہ
(۱۴) ذکر سلطان مظفر شاہ ثالث

مراۃ سکندری کو بمبئی کے گورنر الفنسٹن نے مشہور خطاط حمزہ مازندرانی سے لکھوا کر ۱۲۴۶ھ میں پونا میں چھپوایا تھا اس کے بعد اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۳۰۸ھ میں بمقام بمبئی مطبع فتح الکریم سے شایع ہوا۔

مارلی ص ۸۳۔ ریو جلد اول ص ۲۸۷

۴۸

مرآۃ احمدی

تصنیف مرزا محمد حسن المخاطب بہ علی محمد خان بہادر دیوان گجرات

گجرات کی عام تاریخ۔ قدیم زمانہ سے مرہٹوں کے تسلط تک جو ۱۱۷۴ھ کا واقعہ ہے۔

اس کا مصنف ۱۱۱۲ھ میں برہان پور میں پیدا ہوا۔ اس کا والد ۱۱۲۰ھ میں گجرات کا وقایع نگار مقرر ہوا تو یہ بھی آٹھ سال کی عمر میں اپنے والد کے ہمراہ احمد آباد چلا آیا اور علوم رسمیہ کو تحصیل کرکے شاہی ملازمت میں داخل ہوگیا ۱۱۵۰ھ میں جب اس کے والد کا انتقال ہوگیا تو عہدہ پارچہ کی امینی اس کے تفویض ہوئی اور اس نے اپنے فرائض جب بعد کی تمام انجام دیئے تو بادشاہ نے اسے ۱۱۵۹ھ میں دیوانی گجرات کا عہدہ جلیلہ سرفراز فرمایا اور جب مرہٹوں کا ملک پر تسلط ہوگیا تو مصنف نے خانہ نشینی اختیار کرلی اور عمر کا بقیہ حصہ مرآۃ احمدی کی تحریر و تسطیر میں بسر کیا،

مصنف نے ۱۱۷۰ھ میں اس کتاب کی تصنیف شروع کی اور

چار سال کے بعد ۱۱۷۴ھ کے حدود میں اسے اختتام کو پہونچایا اور اسکے مضامین حسب ذیل ترتیب پر مرتب کئے۔

۱ صوبہ گجرات کے بندوبست کا تذکرہ
۲ راجگان گجرات کا تذکرہ
۳ سلطان محمود غزنوی کا سومنات کو فتح کرنا
۴ صوبہ گجرات پر سلاطین اسلام کا تسلط
۵ سلاطین گجرات کا تذکرہ جو مرآۃ سکندری سے ماخوذ ہے
۶ سلاطین تیموریہ کا مختصر حال۔ امیر تیمور سے عالمگیر ثانی کی وفات تک جو ۱۱۷۳ھ میں واقع ہوئی ہے۔
۷ اکبر کا گجرات کو فتح کرنا۔ جو اکبر نامہ سے ماخوذ ہے۔
۸ گجرات کے واقعات بزمانہ حکومت جہانگیر بادشاہ جو اقبالنامہ سے ماخوذ ہیں۔
۹ گجرات کے واقعات بزمانہ حکومت شاہجہاں بادشاہ جو بادشاہنامہ سے ماخوذ ہیں۔
۱۰ گجرات کے واقعات بزمانہ حکومت اورنگ زیب عالمگیر
۱۱ گجرات کے واقعات جو شاہ عالم بہادر شاہ کے زمانہ سے شاہ عالم دوم کے جلوس تک واقع ہوئے ہیں۔
۱۲ خاتمہ اس میں حسب ذیل مضامین ہیں۔
  ۱ بنائے شہر احمد آباد اور اس کے مضافات کا تذکرہ
  ۲ عمارات مقدسہ اور مقابر و مزارات اولیا اللہ کا تذکرہ
  ۳ ساکنین گجرات کا تذکرہ۔

۴ ہندوستان کے معابد اور تیرتھوں کا تذکرہ
۵ گجرات کے سرکار اور پرگنات کی تفصیل۔
۶ سرکاری عہدوں اور خدمتوں کا بیان
۷ پیشکش کی تفصیل جو مختلف سرکاروں اور زمینداروں سے وصول ہوتی ہے۔
۸ گجرات کے بنادر اور جزائر کا بیان۔
۹ گجرات کے دریا اور پہاڑوں کا بیان
۱۰ گجرات کے بعض عجائب و غرائب کا بیان

مراۃ احمدی کے ابتدائی حصہ کو جس میں اکبر کی وفات تک واقعات ہیں، جیمس برڈ نے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو تاریخ گجرات کے نام سے ۱۸۳۴ء میں لندن میں چھپا ہے۔ سر ای سی۔ بیلی نے گجرات کے مسلمان فرمانروا خاندانوں کے نام سے جو تاریخ ۱۸۸۶ء میں لکھی ہے اس میں بھی مراۃ احمدی کے اکثر اجزا کا ترجمہ موجود ہے۔

اصل فارسی نسخہ ۱۳۰۷ھ میں بمبئی کے مطبع فتح الکریم میں چھپا ہے لیکن اس میں صرف ۱۱۲۷ھ کے آغاز تک واقعات ہیں ۱۱۲۷ھ سے ۱۱۷۴ھ تک پچاس برس کے واقعات اس میں سے حذف ہو گئے ہیں۔ اس حصہ کو مولوی نواب علی ایم اے نے ایڈٹ کر کے ۱۹۲۷ء میں بڑودہ اورنٹیل انسٹیٹیوٹ کی طرف سے شایع کرایا ہے۔ مسٹر سیڈن نے جو ریاست بڑودہ کے وزیر مال تھے، خاتمہ مراۃ احمدی کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے اور اسے بھی بڑودہ اورنٹیل انسٹیٹیوٹ نے ۱۹۲۸ء میں شایع کر دیا ہے۔

دکن

سلاطین بہمنیہ و نظام شاہیہ

۴۹

برہان المآثر

تصنیف علی بن عزیز اللہ طباطبا

سلاطین بہمنیہ اور نظام شاہیہ کی تاریخ ہے جس میں ابتداء سے ۱۰۰۴ھ تک واقعات ہیں اس کا مصنف ملا عزیز اللہ گیلان کا باشندہ تھا اور شاہ طاہر کے ایما سے برہان نظام شاہ کے عہد میں احمد نگر میں آیا تھا اس کا فرزند ملا علی مرتضیٰ کے ندیمان مجلس سے تھا ۱۰۰۴ھ میں اس نے اپنی تاریخ لکھی ہے اور اسے تین مختلف دار السلطنتوں کے لحاظ سے تین طبقوں پر تقسیم ہے

طبقۂ اوّل ۔ ذکر سلاطین احسن آباد گلبرگہ۔

۱ سلطان علاء الدین حسن شاہ بہمنی سنہ ۷۴۸ھ تا سنہ ۷۵۹ھ

۲	محمد شاہ بن علاء الدین حسن شاہ	سنہ ۷۵۹ھ	تا سنہ ۷۷۵ھ
۳	مجاہد شاہ بن محمد شاہ بہمنی ۔	سنہ ۷۷۵ھ	تا سنہ ۷۷۹ھ ۸ر ذیقعدہ
۴	داؤد شاہ بن محمود خاں بن علاء الدین حسن شاہ	سنہ ۷۷۹ھ	تا سنہ ۷۸۰ھ محرم
۵	محمد شاہ بن محمود خاں	سنہ ۷۸۰ھ	تا سنہ ۷۹۹ھ ۲۶ر رجب
۶	غیاث الدین بہمن شاہ بن محمد شاہ ثانی	سنہ ۷۹۹ھ ۲۰ر رجب	تا سنہ ۷۹۹ھ ۱۷ر رمضان
۷	شمس الدین داؤد شاہ ثانی بن محمد شاہ ثانی	سنہ ۷۹۹ھ	تا سنہ ۸۰۰ھ
۸	تاج الدین فیروز شاہ بن احمد خاں بن علاء الدین حسن شاہ ۔	سنہ ۸۰۰ھ	تا سنہ ۸۲۵ھ ۱۱ر شوال

طبقہ ثانی ۔ ذکر سلاطین محمد آباد بیدر

۹	شہاب الدین احمد شاہ بن احمد خاں	سنہ ۸۲۵ھ	تا سنہ ۸۳۸ھ
۱۰	علاء الدین احمد شاہ بن احمد شاہ	سنہ ۸۳۸ھ ۲۲ر رجب	تا سنہ ۸۶۲ھ جمادی الاول
۱۱	ہمایوں شاہ بن علاء الدین احمد شاہ	سنہ ۸۶۲ھ	تا سنہ ۸۶۵ھ ۲۷ر ذیقعدہ
۱۲	نظام شاہ بن ہمایوں شاہ	سنہ ۸۶۵ھ	تا سنہ ۸۶۷ھ ۱۳ر ذی قعدہ
۱۳	محمد شاہ بن ہمایوں شاہ	سنہ ۸۶۷ھ	تا سنہ ۸۸۷ھ ۵ صفر
۱۴	محمود شاہ بن محمد شاہ	سنہ ۸۸۷ھ	تا سنہ ۹۲۴ھ ۲۴ر ذی حجہ

طبقہ ثالث ۔ ذکر سلاطین احمد نگر

۱	احمد نظام الملک بحری	سنہ ۸۹۱ھ	تا سنہ ۹۱۱ھ
۲	برہان نظام شاہ	سنہ ۹۱۱ھ	تا سنہ ۹۶۱ھ ۲۴ر محرم
۳	حسین نظام شاہ	سنہ ۹۶۱ھ	تا سنہ ۹۷۲ھ ۷ر ذوالقعدہ
۴	مرتضیٰ نظام شاہ	سنہ ۹۷۲ھ	تا سنہ ۹۹۶ھ ۸ر رجب
۵	شاہزادہ میران حسین بن مرتضیٰ شاہ	سنہ ۹۹۶ھ	تا رجب سنہ ۹۹۷ھ

متفرق واقعات سنہ ۹۹۷ھ سے سنہ ۱۰۰۰ھ تک

برہان المآثر سے ترجمہ کرکے میجر کنگ نے سلاطین بہمنیہ کے حالات اور سر ولزلی ہیگ نے سلاطین نظام شاہیہ کے حالات انڈین انٹی کویری میں شایع کرائے ہیں،

سلاطین عادل شاہیہ

۵۰
تذکرۃ الملوک

تصنیف رفیع الدین ابراہیم بن نورالدین توفیق شیرازی

سلاطین عادلشاہی کی تاریخ ابتدا سے سنہ ۱۰۲۰ھ تک اور انکے ہمعصر سلاطین کا تذکرہ جو ہندوستان دکن اور ایران میں برسر حکومت تھے، اس کا مصنف مرزا رفیع الدین شیراز کا باشندہ اور افضل خان وزیر علی عادل شاہ کا عم زاد بھائی تھا سنہ ۹۶۷ھ میں ایران سے ہندوستان آیا اور علی عادلشاہ اول کے دربار میں خوان سالار مقرر ہوگیا ابراہیم عادلشاہ ثانی کے زمانہ میں مختلف خدمات انجام دے سنہ ۱۰۰۵ھ میں سفیر ہوکر نظام شاہی دربار کو گیا، واپس آنے کے بعد بادشاہ نے اسے دارالضرب کا مہتمم بنادیا اس نے سنہ ۱۰۱۷ھ سے اپنی تاریخ لکھنی شروع کی اور سنہ ۱۰۲۰ھ میں اسے اختتام کو پہونچایا یہ کتاب نو ابواب پر منقسم ہے جن کی تفصیل یہ ہے۔

باب اول سلاطین بہمنیہ کی تاریخ ابتداء سے سلطان محمود شاہ کے جلوس تک (۹۶۸ھ)

باب دوم۔ تذکرہ یوسف عادل شاہ

باب سوم تذکرہ اسمٰعیل عادل شاہ

باب چہارم تذکرہ ابراہیم عادل شاہ اور تاریخ راجگان بیجانگر

باب پنجم۔ تذکرہ علی عادل شاہ۔ تاریخ جلوس سے رام راج والی بیجانگر کے حملہ احمد نگر تک جو ۹۶۶ھ کا واقعہ ہے۔

باب ششم سلاطین گجرات کی تاریخ اکبر کے فتوحات تک سلاطین نظام شاہی و قطب شاہی کی تاریخ عہد حکومت علی عادل شاہ کے بقیہ واقعات فتح نبکاپور تک جو ۹۸۲ھ کا واقعہ ہے۔

باب ہفتم افضل خان کی سرگذشت اور علی عادلشاہ کے بقیہ واقعات

باب ہشتم ابراہیم عادلشاہ اور ابراہیم بن برہان نظام شاہ کی تاریخ

باب نہم ا سلاطین تیموریہ کے حالات بابر سے جہانگیر کے جلوس تک سلاطین صفویہ کی تاریخ بالخصوص شاہ عباس ماضی کا مفصل تذکرہ ۱۰۱۸ھ تک ملک عنبر۔ مغارات ایلورا، اور دکن پر شاہزادہ پرویز کے حملے اور اسیر گڈھ کی فتح کا تذکرہ۔

۵۱

بساتین السلاطین

تصنیف محمد ابراہیم زبیری

بیجاپور کے سلاطین عادل شاہیہ کی تاریخ جس مین ابتدا سے اورنگ زیب

عالمگیر کے فتح بیجاپور تک واقعات ہیں،

مطبوعہ نسخہ کے دیباچہ میں مصنف کا نام محمد ابراہیم زبیری درج ہے (ص ۵) مارلے اور ڈاکٹر ایتھے نے بھی یہ ہی نام بیان کیا ہے اسکے خلاف ڈاکٹر ریو نے غلام مرتضیٰ المدعو بہ صاحب حضرت داماد شاہ عبداللہ حسینی کو اس کا مصنف بتایا ہے اور اسبارے میں بعض قلمی نسخوں کے خاتمہ کی غلط عبارت کی وجہ سے ریو کو یہ اشتباہ ہوگیا ہے۔ حقیقت میں یہ کتاب محمد ابراہیم کی تصنیف ہے اور خود محمد ابراہیم نے اپنی ایک دوسری تصنیف روضۃ الاولیا میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

محمد ابراہیم بیجاپور کے خاندان زبیریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا لقب بادشاہ حضرت تھا، سید شاہ عبداللہ حسینی کے مرید و خلیفہ تھے انہوں نے بساتین کے دو سال بعد ۱۴ رمضان سنہ ۱۲۴۲ھ کو روضۃ الاولیا تمام کی ہے روضۃ الاولیاء میں بزرگان بیجاپور کا بسوط تذکرہ ہے اس کے مضامین شجرۂ جنیدیہ ملفوظات شاہ حبیب اللہ اور گنج الاسرار شاہ ہاشم حسینی سے اخذ کئے ہیں اور ان واقعات کو بھی جنھیں اپنے مرشد شاہ عبداللہ حسینی اور ان کے داماد محمد غلام مرتضیٰ عرف صاحب حضرت سے سُنے تھے جگہ جگہ نقل کردئے ہیں

بساتین السلاطین سنہ ۱۲۴۰ھ میں تمام ہوئی ہے اور اس کے مضامین کتب ذیل سے ماخوذ ہیں۔

۱ تاریخ فرشتہ جو سنہ ۱۰۱۵ھ میں بعہد ابراہیم عادلشاہ تمام ہوئی ہے،
۲ تذکرۃ الملوک تصنیف میر رفیع الدین شیرازی جو سنہ ۱۰۲۰ھ میں تصنیف ہوئی ہے
۳ محمد نامہ تصنیف ملا ظہور ولد ملا ظہوری ترشیزی جسمیں عہد محمد عادلشاہ کے حالات ہیں

۴ تاریخ علی عادلشاہ تصنیف سید نور اللہ ولد قاضی سید علی محمد بیجاپوری
۵ علی نامہ تصنیف میاں نصرتی ملک الشعراء علی عادل شاہ
۶۔ مسودات شیخ ابوالحسن ولد قاضی عبدالعزیز درحالات علی عادلشاہ وسکندر عادلشاہ
۷ تاریخ خافی خاں

اس کتاب میں آٹھ بادشاہوں کا تذکرہ ہے اور اسے آٹھ بساتین میں اس ترتیب کے ساتھ تحریر کیا ہے،

بستان اول	ذکر یوسف عادلشاہ	سنہ ۸۹۵ھ	سنہ ۹۱۶ھ
؍؍ دوم	ذکر اسمٰعیل عادلشاہ	سنہ ۹۱۶ھ	سنہ ۹۴۱ھ
؍؍ سوم	ذکر ابراہیم عادلشاہ	سنہ ۹۴۱ھ	سنہ ۹۶۵ھ
؍؍ چہارم	علی عادل شاہ اول	سنہ ۹۶۵ھ	سنہ ۹۸۸ھ
؍؍ پنجم	ابراہیم عادلشاہ ثانی	سنہ ۹۸۸ھ	سنہ ۱۰۳۵ھ
؍؍ ششم	محمد عادل شاہ	سنہ ۱۰۳۵ھ	سنہ ۱۰۷۰ھ
؍؍ ہفتم	علی عادلشاہ ثانی	سنہ ۱۰۷۰ھ	سنہ ۱۰۹۷ھ
؍؍ ہشتم	سکندر عادل شاہ		

بستان ہشتم میں سلطنت عادل شاہی کے انقراض اور اورنگ زیب عالمگیر کی فتح کا تذکرہ کرنے کے بعد علاقہ بیجاپور کے حالات انگریزوں کے تسلط تک اختصار کے ساتھ تحریر کئے ہیں یہ کتاب سنہ ۱۳۱۴ھ میں حیدرآباد میں چھپ گئی ہے۔

سلاطین قطب شاہیہ

۵۲

تاریخ سلطان محمد قطب شاہ

گولکنڈہ کے سلاطین قطب شاہیہ کی تاریخ جس میں ابتدا سے
سنہ ۱۰۲۵ تک واقعات ہیں

یہ کتاب سنہ ۱۰۲۷ھ میں سلطان محمد قطب شاہ کے حکم سے تصنیف ہوئی ہے اور اس میں سنہ ۱۰۲۶ھ کے ماہ شعبان تک واقعات مذکور ہیں، جو سلطان محمد کا چھٹا سال جلوس ہے۔

دیباچہ میں مصنف کا نام نہیں ہے، زمانہ حال کے ایک مصنف نے اس کو ملا عرب شیرازی کی تصنیف بتایا ہے، لیکن اس کی کوئی سند اس نے بیان نہیں کی ہے۔ ملا عرب شیراز کے باشندے اور قطب شاہی دربار کے مشہور خطاط تھے، سلطان محمد نے انہیں اپنا کتاب دار بنایا تھا سلطان عبداللہ قطب شاہ کے، گیارہویں سال جلوس میں ان کا انتقال ہوا ہے بانکی پور کے کتب خانہ مشرقیہ میں ان کے ہاتھ کا لکھا جہانگیر نامہ کا ایک نسخہ موجود ہے جو سنہ ۱۰۲۰ھ میں مکتوب ہوا ہے اور اس کے خاتمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکا نام محمد مومن مشہور بہ عرب شیرازی ہے۔

ڈاکٹر ریو کا بیان ہے کہ یہ کتاب اختصار ہے۔ خور شاہ کی تاریخ کا خور شاہ بن قباد الحسینی عراق کے سادات سے تھے، ابتداً احمد نگر میں آکر نظام شاہ کے متوسل ہوئے، ۹۵۲ھ میں برہان شاہ نے انہیں سفیر بنا کر شاہ طہماسپ صفوی کے دربار میں بھیجا۔ اس سفارت سے واپس ہو کر انہوں نے گولکنڈہ کی سکونت اختیار کی جہاں ۹۷۲ھ میں انکا انتقال ہوا۔ انہوں نے اپنی تاریخ ابراہیم قطب شاہ ۹۵۷ھ کے عہد میں تصنیف کی ہے، جس میں ابتداء آفرینش عالم د آدم سے ۹۷۱ھ تک خلفائے اسلام اور سلاطین ایران و ہندوستان کے حالات مذکور ہیں اور اخیر حصہ میں بہمنی اور قطب شاہی خاندانوں کا حال کسی قدر تفصیل سے لکھا ہے،

قطب شاہی کے نامہ نگار نے خور شاہ کی تاریخ کو تاریخ مبسوط کے نام سے یاد کیا ہے اور اس سے اپنی کتاب میں صرف وہ حالات اقتباس کئے ہیں جو سلاطین قطب شاہیہ اور ان کے آباد اجداد سے تعلق رکھتے ہیں اسکے علاوہ بعض واقعات کو تاریخ محمود شاہی اور مرغوب القلوب سے اخذ کر کے کتاب میں اضافہ کیا ہے ان میں پہلی کتاب ملا عبدالکریم شیرازی نے لکھی ہے دوسر کتاب کو سلطان ابراہیم قطب شاہ کے عہد میں صدر جہاں ملا حسین الطبسی نے تصنیف کیا ہے۔

قطب شاہی کے مضامین ایک مقدمہ چار مقالے اور ایک خاتمہ پر منقسم ہیں۔

مقدمہ اس میں سلاطین قطب شاہیہ کا نسب نامہ۔ امیر قرا یوسف ترکمان اور اس کی اولاد کا تذکرہ مرقوم ہے۔

مقالہ اول ذکر سلطان قلی قطب شاہ ۹۲۴ھ ۹۵۰ھ

مقالہ دوم	ذکر جمشید قلی و سبحان قلی قطب شاہ	سنہ ۹۵۰	۹۵۷
״ سوم	ابراہیم قلی قطب شاہ	سنہ ۹۵۷	۹۸۸
״ چہارم	ذکر محمد قلی قطب شاہ	سنہ ۹۸۸	۱۰۲۰
״ خاتمہ	ذکر محمد قطب شاہ	سنہ ۱۰۲۰	۱۰۲۵

برگ نے تاریخ فرشتہ کے انگریزی ترجمہ میں سلاطین قطب شاہیہ کا جو تذکرہ ابتدا سے سنہ ۱۰۲۱ھ تک لکھا ہے وہ اسی کتاب سے ماخوذ ہے اور اس کا اردو ترجمہ مولوی ذکاء اللہ مرحوم کی تاریخ ہندوستان میں شامل ہے بارلے ص ۸۱ و ص ۸۳ ریو جلد اول ص ۳۲۰ - خورشاہ کی تاریخ کیلئے تاریخ فرشتہ جلد دوم ص ۱۶۷ - ریو جلد اول ص ۱۰۱ -

۵۳

حدیقۃ السلاطین

تصنیف ملا نظام الدین احمد بن عبد اللہ الشیرازی الصاعدی

سلطان عبد اللہ قطب شاہ کی تاریخ ہے جو سنہ ۱۰۲۳ھ میں پیدا ہوا اور اپنے والد سلطان محمد قطب شاہ کی وفات کے بعد سنہ ۱۰۳۵ میں برسر حکومت ہوا۔ اس میں ابتدا تخت نشینی سے جلوس کے سولہویں سال سنہ ۱۰۵۰ھ تک واقعات ہیں یہ تاریخ سلطان محمد قطب شاہ کا تکملہ ہے جس کا ذکر گذشتہ نمبر (۵۲) میں ہوا ہے

سلاطین قطب شاہیہ و شاہان آصفیہ

۵۴

تاریخ ظفرہ

تصنیف لالہ گردہاری لال احقر

فرمانروایان حیدرآباد کی تاریخ ہے اور ۱۱۸۵ھ میں تصنیف ہوئی ہے مصنف نے اس کے مضامین دو ابواب میں تقسیم کئے ہیں۔

باب اول میں سلاطین قطب شاہیہ کے واقعات اور اورنگ زیب عالمگیر کے تسخیر گولکنڈہ کا تذکرہ ہے۔

باب دوم میں سلاطین تیموریہ اور شاہان آصفیہ کے وقایع مذکور ہیں ان کے ضمن میں جگہ جگہ گولکنڈہ اور حیدرآباد کی مشہور عمارات کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ ایسی خصوصیت ہے جو اس سے پہلے کی تصنیفات میں بہت کم پائی جاتی ہے قاضی تلمذ حسین ایم اے نے اسے ۱۹۲۷ء میں بمقام گورکھپور چھپوا کر شایع کیا ہے

۵۵

حدیقۃ العالم

تصنیف میر ابوالقاسم بن میر رضی الدین الموسوی الشوشتری المخاطب بہ نواب میر عالم بہادر

سلاطین قطب شاہیہ اور شاہان آصفیہ کی مبسوط و مفصل تاریخ ہے

اس میں سلطان قلی قطب شاہ کی تخت نشینی سے ۱۲۲۳ھ تک واقعات مذکور ہیں

اس کتاب کے قلمی اور مطبوعہ نسخوں کی ابتداء میں جو دیباچہ تحریر ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب نواب میر عالم کی تصنیف ہے۔ لیکن بعض قلمی نسخوں میں مقالہ ثانی کے عنوان پر مختصر سی تمہید پائی گئی ہے جس میں تحریر ہے کہ اس کتاب کو سید ابوتراب ولد سید احمد رضوی نے تصنیف کیا اور اس کے دیباچہ کو نواب میر عالم کے نام نامی سے زینت بخشا اسی بنیاد پر گرانٹ ڈف نے اپنی تاریخ مرہٹہ (جلد اول ص ۴۲۸) میں اور ڈاکٹر ریو نے برٹش میوزیم کے مخطوطات فارسی کی فہرست (جلد اول ص ۲۱۹) میں اسے سید ابوتراب کی تصنیف بتایا ہے، لیکن اس کے علاوہ کوئی اور دلیل ایسی موجود نہیں ہے جس سے ثابت ہو سکے کہ یہ میر عالم کی تصنیف نہیں بلکہ سید ابوتراب کی تصنیف ہے۔

سید ابوتراب حیدرآباد کے ممتاز مصنفین سے ہیں انہوں نے ۱۲۳۱ھ میں نواب سکندر جاہ میر اکبر علی خان بہادر کے حکم سے سلاطین قطب شاہیہ کی ایک ضخیم تاریخ لکھی ہے اور اسے قطب نمائے عالم کے نام سے موسوم کیا، یہ کتاب نہایت نادر و کمیاب ہے۔ اور اس کے مضامین ایک مقدمہ سات ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہیں، یہ ہی ترتیب حدیقۃ العالم کے مقالہ اول کی ہے۔ لیکن ان دونوں کی عبارتیں ایک دوسرے سے بالکل مغائر ہیں،

نواب میر عالم بہادر حیدرآباد کے امرائے کبار سے ہیں ان کے اجداد شوشتر کے رہنے والے تھے، سید رضی، نواب آصف جاہ بہادر کے زمانہ میں ولایت سے وارد حیدرآباد ہوئے اور نواب رکن الدولہ بہادر کی سفارش سے آصف جاہ نے انہیں منصب و جاگیر سے سرفراز فرمایا، نواب میر عالم

۱۱۶۶ھ میں حیدرآباد میں پیدا ہوئے ابتدا میں نواب نظام علی خاں آصف جاہ ثانی نے انہیں سرکار انگریزی کا وکیل مقرر کیا، اس خدمت کو نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ کی وفات تک انجام دیتے رہے ۱۲۱۹ھ میں جب اعظم الامرا نے انتقال کیا تو میر عالم عہدہ وزارت سے سرفراز ہوئے، ۳ شوال ۱۲۲۳ھ کو ان کا انتقال ہوا اور حملۃ الملک میر محمد مومن استرآبادی کے دائرہ میں مدفون ہوئے ان کے حالات کتب ذیل میں دیکھیے گلزار آصفیہ ص ۳۰۵ ۔ نگارستان آصفی ص ۳۱ ۔ تحفۃ العالم ص ۱۵۳

حدیقۃ العالم دو مقالوں پر منقسم ہے ۔

مقالہ اول ذکر سلاطین قطب شاہیہ ابتدا سے انقراض سلطنت تک
مقدمہ ذکر نسب سلاطین قطب شاہیہ
باب اول ذکر حکومت سلطان قلی قطب شاہ
باب دوم ذکر حکومت جمشید قطب شاہ و شاہزادہ سبحان قلی
باب سوم ذکر حکومت ابراہیم قطب شاہ
باب چہارم ذکر حکومت محمد قلی قطب شاہ
باب پنجم ذکر حکومت محمد قطب شاہ
باب ششم ذکر حکومت عبداللہ قطب شاہ
باب ہفتم ذکر حکومت ابوالحسن تانا شاہ و ذکر تسخیر اورنگ زیب عالمگیر
مقالہ ثانی ذکر شاہان آصفیہ ابتدا سے ۱۲۰۹ھ تک
مقدمہ ذکر صوبہ داران سلاطین تیموریہ
باب اول ذکر حکومت نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر
باب دوم ذکر حکومت نواب نظام الدولہ ناصر جنگ بہادر

باب سوم ذکر حکومت نواب میر الممالک صلابت جنگ بہادر
باب چہارم ذکر حکومت نواب میر نظام علیخاں بہادر نظام الملک آصفجاہ ثانی
مقالۂ اول تاریخ محمد قطب شاہی اور حدیقۃ السلاطین سے ماخوذ
ہے، بعض واقعات محمد قاسم فرشتہ اور خانی خاں کی تاریخوں سے بھی نقل
کئے ہیں۔ مقالہ ثانی کا ماخذ وہ تاریخیں ہیں جنھیں دہلی کے درباری
مورخین نے لکھا ہے۔ بالخصوص تاریخ خافی خاں، ماثر الامرا، اور مولانا
آزاد بلگرامی کی تصنیفات سے اس کا بیشتر حصہ منقول ہے۔

یہ کتاب حیدرآباد میں دو مرتبہ چھپی ہے۔ پہلی مرتبہ سنہ ۱۲۶۶ھ میں
نواب سراج الملک بہادر نے اپنی خانگی چھاپہ خانہ میں چھپوایا۔ اس کے بعد
دوسری مرتبہ سنہ ۱۳۱۱ھ میں نواب فخر الملک بہادر کے ایما سے مطبع سیدی
میں طبع ہوئی ہے۔

۵۶

گلزار آصفیہ

تصنیف حکیم غلام حسین دہلوی المخاطب بہ خان زمان خان

سلاطین قطب شاہیہ اور شاہان آصفیہ کی تاریخ ابتدا سے سنہ ۱۲۵۸ھ تک
مصنف کے والد مسیح الدولہ حکیم الممالک خواجہ محمد باقر خاں نواب
میر نظام علی خاں بہادر کے طبیب خاص تھے۔ مصنف کی ولادت سنہ ۱۱۹۹ھ
میں ہوئی اور سنہ ۱۲۳۱ھ میں جب نواب سکندر جاہ برسر حکومت ہوئے تو مصنف
کو اپنا طبیب خاص مقرر فرمایا۔ سنہ ۱۲۵۵ھ میں مصنف نے اسکی تالیف شروع کی

تین سال و چند ماہ کی مدت میں آخر ماہ ذی الحجہ ۱۲۵۸ھ کو اسے ختم کیا
یہ کتاب ایک مقدمہ چار باب اور ایک خاتمہ پر منقسم ہے

مقدمہ مصنف کے حالات

باب اول سلاطین قطب شاہی کے واقعات ابتدار سے اورنگ زیب عالمگیر کی فتح تک اور حیدر آباد و گولکنڈہ کی عمارات کا تذکرہ

باب دوم شاہان آصفیہ کے حالات ابتداء سے نواب ناصرالدولہ بہادر آصفجاہ رابع کی تخت نشینی تک جو ۱۲۵۸ھ کا واقعہ ہے

باب سوم دربار آصفیہ کے وزراء امراء مشاہیر علماء حکماء اور شعراء کا تذکرہ

باب چہارم دکن کے چھ صوبہ جات کی کیفیت اور محاصل و مداخل کی تفصیل

خاتمہ اسمیں دو فصل ہیں۔ فصل اول میں وکلاء سرکار انگریزی (رزیڈنٹس) اور فصل دوم میں کیفیت آبادی بیگم بازار اور ساہوکاران و تاجران ذی ثروت کا تذکرہ ہے۔

یہ ضخیم کتاب ہے اور ۱۳۰۸ھ میں لکھنؤ میں چھپی ہے۔

شاہان آصفیہ

۵۷

سوانح دکن

تصنیف منعم خاں ہمدانی اورنگ آبادی

دکن کے چھ صوبوں کا حال۔ شاہان آصفیہ اور انکے امرائے دربار کا تذکرہ

اس کا مصنف منعم خان اورنگ آباد کا باشندہ اور نواب نظام علیخان بہادر آصف جاہ ثانی کے اہل دربار سے تھا بسنہ ۱۱۹۶ھ میں اس لئے یہ کتاب لکھی اور اس کے مضامین کتب ذیل سے اخذ کئے ہیں (۱) نفحات الانس (۲) اکبرنامہ شیخ ابوالفضل (۳) ہفت اقلیم امین رازی (۴) تاریخ فرشتہ (۵) مراۃ العالم (۶) بیاض امانت خان (۷) ذخیرۃ الخواتین (۸) بہارستان سخن (۹) ماثرالامرا (۱۰) تاریخ نقیحہ (۱۱) سرو آزاد (۱۲) خزانہ عامرہ (۱۳) مراۃ الصفا (۱۴) آوارجہ دیوانی دکن۔

اس کے مضامین کی تفصیل یہ ہے۔

حصہ اول ذکر صوبہ جات دکن معہ تفصیل سرکارات و پرگنات (۱) صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد (۲) صوبہ خاندیس (۳) صوبہ برار (۴) صوبہ محمد آباد بیدر (۵) صوبہ دارالظفر بیجاپور، (۶) صوبہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد۔

حصہ دوم ذکر احوال شاہان و امرا آصفیہ

(۱) احوال نواب نظام الملک آصف جاہ اول (۲) احوال نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید (۳) احوال امیرالامرا نواب غازی الدین خاں فیروز جنگ (۴) احوال امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر (۵) احوال نواب نظام علیخان بہادر آصف جاہ ثانی (۶) احوال امیرالامرا نواب شجاع الملک پسر نواب آصف جاہ اول (۷) احوال نواب رکن الدولہ میر موسیٰ خاں بہادر (۸) احوال اسماعیل خاں پنی (۹) احوال ابراہیم بیگ ظفر الدولہ (۱۰) احوال میر عبدالحی خان

صمصام الملک (۱۱) احوال عظیم الامرا ارسطوجاہ (۱۲) احوال نواب شمس الامرا بہادر (۱۳) احوال نواب شرف الامرا بہادر (۱۴) احوال نواب مظفر الدولہ بہادر (۱۵) احوال نواب سراج الدولہ والاجاہ (۱۶) احوال رن مست خاں بہادر (۱۷) احوال حیدر علیخاں بہادر (۱۸) احوال راجہ مادھوراؤ سوائی (۱۹) احوال رگھوجی بھوسلہ

۵۸

ماثر آصفی

تصنیف لالہ لچھمی نارائن شفیق اورنگ آبادی

شاہان آصفیہ کی مفصل تاریخ ابتدا سے سنہ ۱۲۰۰ھ تک

لچھمی نارائن دکن کا مشہور مصنف ہے۔ نواب نظام الملک آصف جاہ اول کے دیوان لالہ منسارام کا فرزند اور میر غلام علی آزاد بلگرامی کا شاگرد تھا، سنہ ۱۱۵۸ھ میں بمقام اورنگ آباد اس کی ولادت ہوئی اور سنہ ۱۲۲۳ھ میں حیدرآباد میں انتقال کیا، تاریخ وتراجم میں اس نے بہت سی کارآمد کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً تمیتق شگرف جو دکن کی عام تاریخ ہے بساط الغنائم جس میں مرہٹوں کا تذکرہ ہے۔ ماثر حیدری جس میں حیدر علی خاں اور اس کے نامور فرزند ٹیپو سلطان کے واقعات ہیں۔ گل رعنا اور شام غریباں۔ جو فارسی شعرا کے تذکرے ہیں۔

ماثر آصفی سنہ ۱۲۰۰ھ میں تصنیف ہوئی ہے۔ اس میں بطور تمہید نواب نظام الملک آصف جاہ کے اجداد کا مختصر حال لکھا ہے۔ اس کے بعد حسب ذیل بادشاہوں کے مفصل حالات تحریر کئے ہیں،

(۱) نواب نظام الملک آصف جاہ اول

(۲) نواب ناصر جنگ بہادر شہید۔
(۳) نواب صلابت جنگ بہادر۔
(۴) نواب نظام علی خاں بہادر آصف جاہ ثانی۔

ضمناً مرہٹوں کے حالات اور آخیر میں امیروں اور راجاؤں کے تذکرے درج ہیں ضخیم کتاب ہے اس کے نسخے بہت دستیاب ہوتے ہیں۔

۵۹

آصف نامہ

تصنیف شاہ تجلی علی حیدرآبادی

نواب میر نظام علی خاں بہادر آصف جاہ ثانی کے عہد کی مبسوط و مفصل تاریخ جس میں ابتدا جلوس سے ۱۲۰۶ھ کے ماہ شعبان تک واقعات ہیں ابتدا میں نواب نظام الملک آصف جاہ اول کے اجداد کا مختصر تذکرہ ہے اس کے بعد آصف جاہ اول کے آغاز حکمرانی سے نواب نظام علی خاں کی تخت نشینی تک ناصر جنگ اور صلابت جنگ کے ضروری حالات بھی لکھے ہیں۔

اس کے مصنف شاہ تجلی نواب نظام علی خاں کے اہل دربار سے تھے انہوں نے جب یہ کتاب تصنیف کی تو نواب اعظم الامراء ارسطو جاہ نے اس کے صلہ میں پچاس ہزار روپئے امرائے دربار سے دلوائے ۱۲۱۵ھ میں ان کا انتقال ہوا اور جملۃ الملک علامہ میر محمد مومن استرآبادی کے دائرے میں مدفون ہوئے گلزار آصفیہ ص ۳۸۳۔

اس کتاب کا نام ریو نے توزک آصفی اور ایتھے نے تذکرہ آصفی لکھا ہے

لیکن اس کا صحیح نام جیسا کہ خود مصنف نے لکھا ہے، آصف نامہ ہے در ین سال مبارک فال نقیر مولف این آصف نامہ را حکم عالی شرف نفاذ پیوست یہ کتاب سنہ ۱۳۱۱ھ میں توزک آصفیہ کے نام سے حیدرآباد میں چھپی ہے۔
میر احمد علی موسوی نے اسپر حواشی لکھے ہیں جن سے کتاب کے بہت سے واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔ مسٹر ہالنگبری نے اپنی تاریخ نظام علیخاں کو جو سنہ ۱۸۰۵ء میں کلکتہ میں چھپی ہے۔ اسی آصف نامہ سے اخذ کیا ہے۔

۶۰

نگارستان آصفی

تصنیف سید التفات حسین خان بنارسی

شاہان آصفیہ کی اولاد و احفاد اور اعیان و امرا کی تاریخ ہے اس کا مصنف بنارس کا باشندہ تھا۔ اس کے والد سید عزیز اللہ خاں نے حیدرآباد کی رزیڈنسی میں زمانہ جیمس کرک پیاٹرک ایک عرصہ تک منشی گری کے خدمات انجام دئے تھے سنہ ۱۲۲۸ھ میں ہنری رسل جب رزیڈنٹ مقرر ہو کر حیدرآباد آیا تو مصنف کو بنارس سے بلا کر اپنا میر منشی بنایا۔ اس کے قریباً تین سال بعد سنہ ۱۲۳۱ھ میں اپنے آقا کی فرمائش سے یہ کتاب تصنیف کی۔
اس میں نواب نظام الملک آصف جاہ کے اجداد اور آل اولاد کی تفصیل درج ہے جو زمانہ تالیف کتاب تک موجود تھے اس کے بعد متفرق مضامین مذکور ہیں مثلاً سلطنت کے اعیان و ارکان کا تذکرہ۔ صوبہ جات دکن کے محاصل کا گوشوارہ۔ قلعہ جات کی تفصیل شہر حیدرآباد کے بنا کی کیفیت وغیرہ

یہ کتاب سنہ ۱۳۲۲ھ میں حیدرآباد میں چھپ گئی ہے۔

مرہٹہ

۶۱

وقایع جنگ مرہٹہ

تصنیف امین الدولہ نواب علی ابراہیم خاں بہادر ناصر جنگ

احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کے مابین بمقام پانی پت جو لڑائی ہوئی ہے اس کی مفصل تاریخ ہے۔

اس کے مصنف نواب علی ابراہیم خاں پٹنے کے رہنے والے اور نواب قاسم علی خاں عالیجاہ ناظم بنگالہ کے متوسل تھے۔ بنگالہ کی حالت جب مایل بانحطاط ہو گئی تو انہوں نے انگریزوں کی ملازمت اختیار کر لی اور لارڈ کارنوالس کے زمانہ میں پہلے بنارس کے چیف مجسٹریٹ اس کے بعد گورنر مقرر ہوئے اور سنہ ۱۲۰۸ھ میں اسی جگہ ان کا انتقال ہوا۔ ان کی تصنیفات سے حسب ذیل کتابیں زیادہ مشہور ہیں (۱) گلزار ابراہیم اردو شعرا کا تذکرہ جو سنہ ۱۱۹۶ھ میں بعہد شاہ عالم بادشاہ تصنیف ہوا ہے اور اسے مرزا علی لطف نے ڈاکٹر جان گلگرسٹ کے ایما سے سنہ ۱۲۱۵ھ میں اردو میں ترجمہ کیا ہے اور گلشن ہند اس کا نام رکھا۔ (۲) خلاصۃ الکلام فارسی کے مثنوی گو شعرا کا تذکرہ جس میں

ایک سو اٹھاسی مثنویوں کا انتخاب ہے اور ۱۱۹۵ھ میں تمام ہوا ہے۔ (۳) صحف ابراہیم اس میں فارسی کے عام شعراء کے حالات اور کلام کا انتخاب ہے۔

وقایع جنگ مرہٹہ بعہد لارڈ کارنوالس ۱۲۰۲ھ میں نبارس میں تصنیف ہوئی ہے اس میں ابتداءً تمہید کے طور پر مرہٹوں کے ابتدائی حالات اجمال کے ساتھ مذکور ہیں اس کے بعد ۱۱۷۱ھ سے ۱۱۹۶ھ تک مرہٹوں کے پچیس سالہ واقعات مفصل تحریر کئے ہیں، جنگ پانی پت کا حال ایک ایسے شخص کی زبانی لکھا ہے جو اس جنگ میں خود شریک تھا۔

٦٢

بسائط الغنایم

تصنیف لالہ لچھمی نارائن شفیق اورنگ آبادی

مرہٹوں کی تاریخ جس میں ابتدا سے پانی پت کی لڑائی تک واقعات ہیں اس کے مصنف کا تذکرہ ہم نے مآثر آصفی نمبر (۵۸) کے تحت میں بیان کیا ہے۔ بسائط الغنایم ایک مرہٹی تاریخ کا فارسی ترجمہ ہے جس کے مصنف اور عہد تصنیف کی نسبت مترجم نے کسی قسم کی صراحت نہیں کی ہے یہ ترجمہ ۹ جمادی الثانی ۱۲۱۴ھ کو تمام ہوا ہے اسکی ابتدا میں مترجم نے ایک مقدمہ لکھا ہے جس میں مرہٹوں کے مختلف خاندانوں کی تفصیل۔ خاندان بھوسلہ کی وجہ تسمیہ اور اس کے نسب کی تحقیق مذکور ہے اس کے بعد اصل تاریخ شروع ہوئی ہے۔ جس کی ابتدا سیوجی اور اس کے اجداد کے تذکرہ سے ہوئی ہے۔ اور خاتمہ پانی پت کی لڑائی پر ہوا ہے جو ۱۱۷۴ھ کا واقعہ ہے۔

اس کتاب کو غلام صمدانی خاں گوہر نے سنہ ۱۳۱۴ھ میں بمقام حیدرآباد چھپوایا ہے۔

اودھ

۶۳

عماد السعادت

تصنیف سید غلام علی خان نقوی

نواب برہان الملک سعادت خان اور ان کے جانشینوں کی تاریخ ہے مصنف کے والد سید محمد اکمل خان کا وطن رائے بریلی تھا اور وہ شاہ عالم بادشاہ ثانی کے طبیب خاص اور شاہزادہ محمد اکبر ثانی کے مختار تھے۔ مصنف آٹھ سال کی عمر میں اپنے وطن سے آکر دہلی میں سکونت پذیر ہوا۔ سنہ ۱۲۰۲ھ میں جب غلام قادر خان روہیلہ نے دہلی میں شورش برپا کی تو اس ہنگامہ سے پریشان ہوکر مصنف کے والد نے حج بیت اللہ کے لئے دکن کی راہ سے حجاز کا سفر کیا۔ مصنف نے لکھنؤ میں آکر سنہ ۱۲۲۲ھ میں یہاں رزیڈنٹ کرنل جان بیلی کی ملازمت اختیار کرلی اور اس کی فرمائش سے سنہ ۱۲۲۳ھ میں اس کتاب کو تالیف کیا۔

برہان الملک نواب سعادت خاں جن کا اصلی نام محمد امین ہے سادات نیشاپور سے تھے۔ ان کے والد مرزا محمد نصیر ولایت سے آکر

ٹھٹھہ میں سکونت پذیر ہوئے ۔ محمد امین کو محمد شاہ نے ابتداء میں بیانہ کا فوجدار مقرر کیا ۔ اس کے بعد سنہ ۱۱۳۶ھ میں اودھ کے صوبہ دار قرار پائے اور برہان الملک نواب سعادت خان کا خطاب ملا سنہ ۱۱۵۱ھ میں کرنال کی لڑائی میں مارے گئے ان کے بعد ان کے داماد ابوالمنصور خان صفدر جنگ ان کے جانشین ہوئے اور اودھ کی حکومت اس زمانہ سے ان کے خاندان میں موروثی ہوگئی ،

اس کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں

ذکر برہان الملک نواب سعادت خاں صوبہ دار اودھ
ذکر نظام الملک نواب آصف جاہ صوبہ دار دکن ۔
ذکر نواب ذکریا خاں صوبہ دار لاہور ۔
ذکر نواب ناصر خاں صوبہ دار کابل
ذکر عمدۃ الملک نواب امیر خان
ذکر نواب ابوالمنصور خان صفدر جنگ صوبہ دار اودہ
ذکر نواب علی وردی خاں مہابت جنگ ناظم بنگالہ
ذکر نواب شجاع الدولہ صوبہ دار اودہ ۔
سکھوں کے حالات
مرہٹوں کے حملے تخت گاہ دہلی پر بالاجی کے زیر کمان
ذکر قاسم علی خاں ناظم بنگالہ
ذکر نواب آصف الدولہ صوبہ دار اودہ
ذکر نواب سعادت علی خاں صوبہ دار اودہ

سنہ ۱۲۱۲ھ میں نواب سعادت علی خان کی ملاقات گورنر جنرل مارکوئیس ولزلی سے بمقام کانپور ہوئی اس واقعہ پر اصل کتاب ختم ہوگئی ہے اس کے بعد

ایک ضمیمہ ہے جس میں لکھنؤ پر بالاجی راؤ کے حملہ آور ہونے کی کیفیت مذکور ہے
یہ کتاب ۱۸۶۴ء میں لکھنؤ میں چھپی ہے، مسٹر کنگ نے اپنی تاریخ
زوال سلطنت مغلیہ کے اکثر مضامین اس کتاب سے اخذ کئے ہیں، ایلیٹ
جلد ہشتم ص ۹۴ ۳ مارلے ص ۹۳ ریو جلد اول ص ۳۰۸ -

افاغنہ

۶۴

گل رحمت

تصنیف محمد سعادت یار خان ولد حافظ یار خان

حافظ الملک حافظ رحمت خاں کی تاریخ ہے جو روہیلوں کا مشہور
سردار ہے مرہٹوں کی لڑائی میں بہت بڑا حصہ لیا ایک عرصہ تک کٹھیر اور بریلی
میں حکمراں رہا۔ شجاع الدولہ کے ایما سے جب انگریزوں نے اس پر یورش کی
تو ۱۲ صفر ۱۱۸۸ھ کو عین معرکہ میں مارا گیا۔

مصنف اس کا حافظ رحمت خان کا پوتا اور نواب مستجاب خاں کا
بھتیجا ہے نواب مستجاب خاں نے بھی حافظ رحمت خاں کی ایک تاریخ لکھی
ہے جس کا نام گلستان رحمت ہے۔ مصنف نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب
گلستان رحمت کا خلاصہ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں واقعات

گلستان رحمت سے بہت زیادہ مفصل اور مکمل لکھے ہیں اور بقول سرجان الیٹ کے روہیلوں کے متعلق جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان سب میں اس کو امتیاز حاصل ہے یہ کتاب ۱۲۴۹ھ میں تصنیف ہوئی ہے اور چار فصلوں میں منقسم ہے۔

فصل اول حافظ رحمت خاں کا نسب نامہ اور ان کے اجداد کا تذکرہ۔

فصل دوم علی محمد خاں کا تذکرہ اور حافظ رحمت خاں کا ہندوستان آنا

فصل سوم حافظ رحمت خاں نے کٹھیر میں جو انتظامات کئے تھے ان کی تفصیل ان واقعات کا تذکرہ جو وفات تک سرزد ہوئے شجاع الدولہ کے ساتھ لڑائی جو ۱۲۰۸ھ میں واقع ہوئی

فصل چہارم کٹھیر پر شجاع الدولہ کا قبضہ۔ حافظ رحمت خاں کی اولاد کا تذکرہ

چارلس الیٹ نے گلستان رحمت کو انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو لندن میں ۱۸۳۴ء میں طبع ہوا ہے۔ گل رحمت ۱۸۳۶ء میں آگرہ میں چھپی ہے۔ گل رحمت اور گلستان رحمت دونوں کے متعلق ایک کارآمد بیان اور بعض مضامین کے اقتباس دیکھئے الیٹ کی تاریخ میں جلد ہشتم ص ۳۰۱ تا ص ۳۱۲۔

بنگالہ

۶۵

ریاض السلاطین

تصنیف غلام حسین زیدپوری متخلص بہ سلیم

بنگالہ کی عام تاریخ ہے ابتدا سے انگریزوں کے تسلط تک۔

اس کا مصنف بنگال کے ایک انگریز افسر جارج اڈنی کا ملازم تھا اپنے آقا کی فرمایش سے سنہ ۱۲۰۰ھ میں اس نے یہ تاریخ لکھنی شروع کی دو سال کی محنت کے بعد سنہ ۱۲۰۲ھ میں تمام کیا۔ ریاض السلاطین اس کا تاریخی نام ہے اس کے مضامین ایک مقدمہ اور چار ابواب پر منقسم ہیں۔

مقدمہ کیفیت ممالک بنگالہ و ذکر راجگان قدیم۔

باب اول ذکر صوبہ داران سلاطین دہلی اسلامی فتوحات کی ابتداء سے محمد بن تغلق کے عہد تک

باب دوم ذکر سلاطین بنگالہ سلطان فخر الدین مبارک شاہ کے جلوس سے سلاطین مغلیہ کے تسلط تک

باب سوم ذکر ناظمان بنگالہ۔ جہانگیر کے عہد سے زمانہ تالیف کتاب

باب چہارم ذکر تسلط اہل افرنج بر ممالک بنگالہ

یہ کتاب سنہ ۱۸۹۰ء میں بمقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں چھپی ہے۔ چارلس اسٹوارٹ نے اپنی تاریخ بنگالہ میں جو سنہ ۱۸۱۳ء میں چھپی ہے اس سے بے حد استفادہ کیا ہے۔ مولوی عبد السلام نے اسکا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو سنہ ۱۹۰۲ء سلسلہ کتب ہندیہ میں شایع ہوا ہے۔

۶۶

مظفر نامہ

تصنیف منشی کرم علی

ناظمان بنگالہ کی مبسوط و مفصل تاریخ۔ نواب علی وردی خاں

مہابت جنگ کے عہد نظامت سے ۱۷۶۰ء تک جبکہ نواب سید محمد رضا خاں مظفر جنگ کو انگریزوں نے حکومت بنگالہ سے معزول کیا،

اس کا مصنف ناظمان بنگالہ سے خاندانی تعلق رکھتا تھا، اور نواب مظفر جنگ کے یہاں عرصہ تک ملازم تھا، ۱۷۶۲ء میں انگریزوں نے مظفر جنگ کو معزول کر دیا تو مصنف مختلف پریشانیوں میں مبتلا ہو گیا اور ان کے تخیل کو رفع کرنے کیلئے اس نے یہ کتاب لکھنی شروع کی اور جب تمام ہو گئی تو اپنے آقا کے نام سے منسوب کر کے مظفر نامہ اس کا نام رکھا اس کے نسخے کلکتہ کے اکثر کتب خانوں میں موجود ہیں، ریو جلد اول ص ۳۱۳ ایتھیے نمبر ۹، ۴۔

کرناٹک

۶۷

توزک والاجاہی

تصنیف سید برہان خان ولد سید حسن ہاندی

ملک کرناٹک اور خاص کر نواب انور الدین بہادر اور ان کے جانشین نواب محمد علی خاں والاجاہ کی مفصل تاریخ ہے

اس کا مصنف برہان خاں متخلص نگر ترچناپلی کا باشندہ تھا حسام الملک نواب محمد عبداللہ خاں فرزند چہارم نواب والاجاہ کی سرکار میں ملازم ہو کر انکے

ہمراہ مدراس آیا اور اسی جگہ ۱۲۳۵ھ انتقال کیا۔ اس نے توزک والاجاہی کے علاوہ اور بھی کتابیں لکھی ہیں مثلاً اصرہ حیدری و انشائے برہانی وغیرہ

عمدۃ الملک نواب محمد علی خاں والاجاہ کی فرمایش میر اسمٰعیل خاں ابجدی نے والاجاہ اور ان کے اجداد کا تذکرہ لکھا اور اسے انورنامہ سے موسوم کیا لیکن اس میں منظوم ہونے کی وجہ سے بعض واقعات مقدم و مؤخر ہو گئے، بعض اہم واقعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے عوض نہایت اجمال سے بیان کر دیا سوائے اس کے بعض واقعات جو پایان گھاٹ سے تعلق رکھتے تھے بالکل ترک ہو گئے تھے اس بنا پر نواب حسام الملک کے حکم سے مصنف نے یہ کتاب نثر میں لکھی اور انورنامہ میں جو خامیاں تھیں ان کو دور کر دیا اور اس کے دو دفتر قرار دئے۔

دفتر اول والاجاہ کے اجداد کا تذکرہ۔ کرناٹک کی گذشتہ تاریخ والاجاہ کے فتوحات فرانسیسیوں کی بغاوت ۔ قلعہ پھولچری (پانڈیچری) کی فتح تک

دفتر دوم وہ واقعات و محاربات جو تسخیر قلعہ پھولچری کے بعد سرزد ہوئے، سلاطین و امراءِ عظام کے مکاتیب، برادران نامدار اور فرزندان والاتبار کے کوائف۔

میسور

۶۸

نشان حیدری

تصنیف میر حسین علی ولد سید عبدالقادر کرمانی

نواب حیدر علیخاں والی میسور اور اس کے نامور فرزند نواب فتح علیخان ٹیپو سلطان کی مفصل تاریخ جو ٹیپو سلطان کی وفات (سنہ ۱۲۱۳ھ) کے تین سال بعد ۲۰ شوال سنہ ۱۲۱۷ھ کو تصنیف ہوئی ہے۔

اس کا مصنف سنہ ۱۱۹۶ھ سے سنہ ۱۲۰۱ھ تک تقریباً پانچ سال ٹیپو سلطان کے دربار میں ملازم رہا ہے اور اس کتاب میں اپنے چشم دید واقعات اور معتبر مسموعات منضبط کئے ہیں اس نے اس سے قبل تاریخ میں ایک اور کتاب لکھی ہے جس کا نام تذکرۃ البلاد والحکام ہے اس میں کرناٹک کے راجاؤں اور نائکوں کے حالات اور ان کے خاندانوں کی تفصیل درج ہے۔ اور نشان حیدری میں کئی جگہ اس کا حوالہ بھی دیا ہے۔

یہ کتاب سنہ ۱۳۰۷ھ میں بمبئی میں چھپی ہے۔ کرنیل ولیم ملیس نے اس کا ترجمہ انگریزی میں کیا جو سنہ ۱۸۴۲ء تاریخ حیدر نائیک نواب کرناٹک کے نام سے اور سنہ ۱۸۶۴ء میں تاریخ حکومت ٹیپو سلطان کے نام سے دو بار چھپا ہے۔

۶۹

کارنامۂ حیدری

تصنیف ملا عبدالرحیم صفی پوری

نواب حیدر علی خاں اور ٹیپو سلطان کے عہد حکومت کی مفصل تاریخ جو ٹیپو سلطان کے فرزند شاہزادہ محمد سلطان کی فرمائش سے ۱۸۴۶ء میں تصنیف ہوئی ہے۔

اس کا مصنف گورکھپور کا باشندہ۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی کا شاگرد تھا تحصیل علم کے بعد اس نے کلکتہ میں آکر سکونت اختیار کی اور اسی جگہ ۱۲۷۳ھ کو انتقال کیا! اسے عربی فارسی انگریزی میں کافی مہارت حاصل تھی اور اس نے تینوں زبانوں میں متعدد کتابیں لکھی تھیں فارسی میں منتہی الارب فی لغات العرب کے نام سے قاموس کا ترجمہ کیا تھا۔ جو ۱۸۳۶ء میں کلکتہ میں اور ۱۸۶۳ء میں لاہور میں چھپا ہے۔

چارلس اسٹوارٹ نے جو ہرٹفورڈ واقع انگلستان کے مدرسہ ایسٹ انڈیا کمپنی میں السنہ مشرقیہ کا مدرس تھا۔ ٹیپو سلطان کے کتب خانہ کی توضیحی فہرست بنائی اور اس کی ابتدا میں حیدر علی خاں اور ٹیپو سلطان کا تذکرہ لکھا۔ شاہزادہ محمد سلطان نے مصنف سے اس تذکرہ کو فارسی میں ترجمہ کرنے کی فرمائش کی۔ دوران ترجمہ میں معلوم ہوا کہ یہ تذکرہ نہایت مختصر ہے اور اس میں ضروری واقعات ترک ہوگئے ہیں! اس لئے مصنف نے انگریزی اردو فارسی کی متعدد کتابوں سے اخذ کرکے تمام ضروری واقعات تفصیل کیساتھ

اس میں اضافہ کردئے اور یہ کتاب ترجمہ کے عوض ایک مستقل تصنیف ہوگئی اور اسے شاہزادہ نے سر تھامس ہربرٹ ماڈک پریزیڈنٹ کونسل آف انڈیا کے نام سے ڈیڈیکیٹ کرکے ۱۸۴۲ء میں بمقام کلکتہ نستعلیق ٹائپ میں چھپوایا۔
اس کی ابتدا میں بطور مقدمہ دکن کے جغرافیائی حالات۔ آخر میں بطور ضمیمہ ٹیپو سلطان کی اولاد کے ویلور میں سکونت پذیر ہونے اور وہاں سے نکلکر کلکتہ میں وارد ہونے کی سرگذشت لکھی ہے۔ اس کے بعد ان مکاتیب کو درج کیا ہے جو فرمانروایان روم و مصر و ایران و کابل نے ٹیپو سلطان کے نام تحریر کئے تھے۔

مولوی احمد علی گوپاموی نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو ۱۸۶۲ء میں حملات حیدری کے نام سے کلکتہ میں طبع ہوا ہے۔

ضمیمہ

سلاطین دھلی کی تاریخیں

۷

خزائن الفتوح

تصنیف یمین الدین ابوالحسن امیر خسرو دھلوی

سلطان علاء الدین محمد شاہ خلجی (۶۹۵ھ تا ۷۱۶ھ) کے ابتدائی پندرہ سالہ عہد حکومت کی تاریخ بعض مورخین نے اس کا نام تاریخ علائی لکھا ہے، بخشی نظام الدین احمد اور عبدالقادر بدایونی نے اپنی تاریخوں میں اس سے واقعات نقل کئے ہیں۔ اس کے ابتدائی حصہ میں تخت نشینی، انتظام سلطنت کارہائے خیر اور مغل حملہ آور ونکی مدافعانہ لڑائیوں کا تذکرہ ہے، اس کے بعد راجپوتانہ گجرات، مالوہ، دیوگیر، ارنگل اور معبر کے فتوحات مذکور ہیں۔ بالخصوص ارنگل اور معبر کے فتوحات کو نہایت تفصیل کے ساتھ نصف کتاب میں بیان کیا ہے۔ امیر خسرو نے اسے نہایت فصیح و بلیغ اور دقیق عبارت میں تحریر کیا ہے اور جگہ جگہ نازک خیالی کے شاعرانہ استعارات استعمال کئے ہیں

جس کے باعث یہ کتاب فارسی ادب اور انشا پردازی کا اعلیٰ ترین نمونہ بن گئی ہے
ملا عبدالقادر بدایونی کہتے ہیں کہ اس کی عبارت معجزہ اور اس کے مثل دوسری کتاب
لکھنا طاقت بشری سے خارج ہے (منتخب التواریخ طبع لکھنؤ صفحہ ۱۴۸)

امیر خسرو ۶۵۳ھ میں پیدا اور ۷۲۵ھ میں بمقام دہلی فوت ہوئے ہیں آپ
کے حالات کے اعادہ کی چنداں ضرورت نہیں ہے کیونکہ مشائخ صوفیہ اور شعرا کے
حالات میں آٹھویں صدی ہجری کے بعد جس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اُن تمام
میں آپ کے حالات مرقوم ہیں اور اُن سے ہر شخص بہ آسانی استفادہ کر سکتا ہے
تاہم یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے تصنیفات میں خزائن الفتوح کے
علاوہ اور پانچ چھ کتابیں ایسی ہیں جن میں تاریخ ہند کے چند اہم واقعات اور اپنے
بعض ہمعصر سلاطین کے کارنامے مذکور ہیں۔ مثلاً (۱) قرآن السعدین یہ مثنوی ۶۸۸ھ
میں لکھی گئی ہے۔ اس میں سلطان معز الدین کیقباد بادشاہ دہلی اور اُس کے باپ
سلطان ناصر الدین بغرا خاں والی بنگالہ کی ملاقات کا تذکرہ ہے جو ۶۸۸ھ میں اودھ
میں دریائے گھاگرا کے ساحل پر ہوئی ہے (۲) عشقیہ جس میں سلطان علاء الدین
محمد شاہ خلجی کے فرزند خضر خاں اور گجرات کے راجہ کرن کی دختر دیول رانی کے
عشق و محبت کی تاریخی داستان مذکور ہے۔ یہ مثنوی ۷۱۵ھ میں تمام ہوئی ہے
(۳) مفتاح الفتوح یا فتح نامہ جلالی اس میں سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے ابتدائی
فتوحات کا تذکرہ ہے۔ (۴) نہ سپہر۔ یہ مثنوی ۷۱۸ھ میں تصنیف ہوئی ہے اور
اس میں سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے عہد سلطنت اور دربار کے واقعات ہیں
(۵) تغلق نامہ اس میں سلطان غیاث الدین محمد تغلق شاہ کے عہد حکومت کا تاریخی بیان
ہے۔ ملا نظام الدین احمد نے اپنی تاریخ طبقات اکبری میں اس سے واقعات
اخذ کئے ہیں یہ مثنوی جہانگیر کے عہد میں کمیاب ہو گئی تھی دہلی کے شاہی کتب خانہ

میں اس کا ایک نسخہ موجود تھا۔ لیکن اس کے بعض اجزا تلف ہو گئے تھے ۱۹۱۱ھ میں اس کو مکمل کرنے کے لئے دوسرا نسخہ میسر نہ آیا تو جہانگیر نے شعرائے دربار کو حکم دیا کہ اس کا کم شدہ حصہ ازسر نو نظم کر کے کتاب مکمل کریں۔ متعدد شعراء نے طبع آزمائی کی۔ لیکن حیاتی کاشی کی نظم بادشاہ کو پسند آئی اور اُسے تغلق نامہ میں شامل کر کے اُس کے صلہ میں شاعر کو زر سُرخ و سفید میں وزن کرا کر اُن کے ہم وزن چھ ہزار اشرفیاں عطا کیں (خزانہ عامرہ صفحہ ۱۹۲)

دولت شاہ سمرقندی نے اپنے تذکرہ (طبع لاہور صفحہ ۱۶۴) میں امیر خسرو کے اور دو تاریخی تصنیفات کا تذکرہ کیا ہے۔ مناقب ہند اور تاریخ دہلی لیکن یہ نسخے مدت ہوئی تباہ و برباد ہو کر ناپید ہو گئے ہیں اور ان کی نسبت اس وقت کسی قسم کے معلومات کا مہیا کرنا ناممکن امر ہے۔

قرآن السعدین اور دولرانی ۱۳۳۶ھ اور ۱۳۳۷ھ میں سلسلہ تصنیفات امیر خسرو میں بمقام علی گڈھ طبع ہو گئی ہیں۔ نہ سپہر ۱۳۱۳ھ میں دہلی میں طبع ہوئی ہے۔ مفتاح الفتوح دیوان غرۃ الکمال میں شامل ہے۔ تغلق نامہ کا ایک ناتمام نسخہ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

خزائن الفتوح سید معین الحق معلم تاریخ جامعہ اسلامیہ کے اہتمام سے ۱۹۲۷ء میں بمقام علی گڈھ چھپ گئی ہے۔ پروفیسر محمد حبیب نے مفصل حواشی اور متعدد ضمیمو کے ساتھ اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ جو مجلہ تواریخ ہند کی آٹھویں اور نویں جلد میں بالاقساط طبع ہوا ہے۔

۱۷

تاریخ مبارک شاہی

تصنیف ملا یحییٰ بن احمد بن عبداللہ سرہندی

سلاطین دہلی کی تاریخ جس میں سلطان معز الدین محمد بن سام کے فتوحات سے ۸۳۸ھ تک چھبیس بادشاہوں کا سنہ وار تذکرہ۔

مصنف کے حالات پردہ خفا میں مستور ہیں لیکن یہ کتاب مدت مدید تک عہد قبل از مغول کی نسبت نہایت معتبر و مستند سمجھی گئی ہے۔ ملا نظام الدین احمد ملا عبدالقادر بدایونی حکیم محمد قاسم فرشتہ اور بہت سے دوسرے مورخین نے اپنی تصنیفات میں اس عہد کے بیشتر واقعات اسی کتاب سے نقل کئے ہیں۔ اس کتاب کا ابتدائی حصہ سلطان فیروز شاہ تغلق کے جلوس تک مختلف تاریخوں سے ماخوذ ہے اس کے بعد زمانہ تالیف کتاب تک قریباً پچیاسی سال کے واقعات مصنف نے ثقہ روایات اور عینی شہادات کی بنا پر قلمبند کئے ہیں۔

یہ کتاب ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کی طرف سے سلسلۂ کتب ہندیہ میں شمس العلماء مولانا محمد ہدایت حسین کے زیر اہتمام ۱۹۳۱ء میں طبع ہو کر شایع ہوگئی ہے

الیٹ جلد چہارم ص ۶

اُمرائے تیموریہ کے تذکرے

۶۲

ماثرِ رحیمی

تصنیف مُلّا عبدالباقی نہاوندی

محمد عبدالرحیم خانخاناں ولد بیرم خاں کی سوانح عمری اور اُس کے آبا اجداد کا مفصل تذکرہ ہے۔

عبدالرحیم شہنشاہ اکبر کا مشہور سپہ سالار ہے۔ ۱۴ صفر ۹۶۴ھ کو بمقام لاہور پیدا ہوا اور جلوس جہانگیر بادشاہ کے اکیسویں سال ۱۰۳۶ء میں بہتر سال کی عمر میں انتقال کیا۔ اس کی نسبت بعض ضروری حوالوں کے لیئے اسی کتاب کا صفحہ ۳۵ دیکھئے۔

مصنف کتاب مُلّا عبدالباقی اور اس کے پدر و برادر آقا بابا اور آقا خضر ولایت ہمدان کے اکابر و اعیان سے تھے۔ شاہ عباس صفوی والی ایران کے عہد حکومت میں ہمدان کی نظارت آقا بابا سے اور کاشان کی وزارت آقا خضر سے متعلق تھی اور خود مصنف اپنے پدر و برادر کے ایام نظارت و وزارت میں بلاد سمنان و بسطام و لاہیجان و گیلان وغیرہ کے دفاتر محصولات خالصہ بادشاہی کا افسر تھا۔ ۱۰۱۶ھ میں ایک بدمعاش نے آقا خضر کو مار ڈالا اس کے بعد بعض مفسد اور سخن سازوں کے باعث عبدالباقی

کا ایران میں رہنا دشوار ہوگیا تو ترک وطن کر کے عتبات عالیہ کی زیارت کرتا ہوا ۱۰۲۳ھ میں واپل کے راستہ سے دکن میں وارد ہوا اور برہان پور آکر خانخاناں کے دربار میں باریابی حاصل کی اسی سال ماثر رحیمی کی تالیف وتدوین پر مامور ہوا۔ دو سال کے بعد ۱۰۲۵ھ میں یہ کتاب تمام ہوئی اس کے بعد قریباً سترہ سال اور زندہ رہ کر عبدالباقی نے ۱۰۴۲ھ میں انتقال کیا۔

ماثر رحیمی تقریباً تین ہزار صفحوں کی ضخیم کتاب ہے اور اس کے مضامین ایک مقدمہ، چار فصول اور ایک خاتمہ پر منقسم ہیں۔

مقدمہ۔ اس میں خانخاناں کے اسلاف اور ان کی گذشتہ حکومت وامارت کا تذکرہ ہے

فصل اول۔ اس میں خانخاناں کے والد بیرم خاں کے حالات ہیں۔ اس کے ضمن میں امیر ناصر الدین سبکتگین کے عہد سے جہانگیر کے جلوس تک شاہان دہلی کے واقعات، حکامان بنگالہ وجون پور و مالوہ وکشمیر و ملتان وغیرہ کے تذکرے اور سلاطین مغلیہ کے مفصل فتوحات مذکور ہیں۔

فصل دوم اس میں خانخانان کے علمی کمالات۔ رفاہ عام کے تعمیرات۔ علوم وفنون اور صنعت وحرفت کی سرپرستی اور کتب خانہ کے حالات ہیں۔

فصل چہارم۔ اس میں خانخانان کی اولاد کا تذکرہ ہے۔

خاتمہ۔ اس میں خانخاناں کے دربار کے علما، فضلا، حکما، اطبا، شعرا، خطاط، مصور اور دیگر ارباب ہنر کا تذکرہ ہے۔

مصنف نے اس کتاب کی تالیف میں تاریخ وتراجم کی معتبر ومستند کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔ اور جگہ جگہ کتب ذیل کے حوالے دئیے ہیں۔

تاریخ گزیدہ ۔ من تصنیف ۔ حمداللہ بن ابوبکر بن احمد مستوفی۔ تالیف سنہ ۷۴۴ھ

ظفر نامہ	من تصنیف	شرف الدین علی یزدی	تالیف سنہ ۸۲۸ھ
مطلع السعدین	"	عبدالرزاق بن اسحٰق سمرقندی	" سنہ ۸۷۵ھ
روضۃ الصفا	"	میر خوند محمد بن خاوند شاہ بلخی	" قریب سنہ ۹۰۰ھ
حبیب السیر	"	خوندمیر غیاث الدین بن ہمام الدین الحسینی	" سنہ ۹۳۰ھ
نگارستان	"	محمد بن احمد غفاری	" ۹۵۹ھ
لب التواریخ	"	امیر یحییٰ بن عبداللطیف قزوینی	"
تاریخ اکبری	"	محمد عارف قندھاری	×
طبقات اکبری	"	نظام الدین احمد ہروی	" سنہ ۱۰۰۲ھ
منتخب التواریخ	"	ملا عبدالقادر بدایونی	" سنہ ۱۰۰۴ھ
اکبر نامہ		علامی ابوالفضل بن شیخ مبارک ناگوری	" سنہ ۱۰۱۰ھ

مآثر رحیمی ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کی طرف سے سلسلۂ کتب ہندیہ میں شمس العلماء مولانا محمد ہدایت حسینؒ کے زیر اہتمام سنہ ۱۹۱۰ء سے سنہ ۹۳۱ء تک تقریباً بیس سال کے عرصہ میں تین ضخیم ضخیم جلدوں میں طبع ہو کر شائع ہوئی ہے۔ ریو جلد اول صفحہ ۱۳۱ جلد سوم صفحہ ۹۷۰ ضمیمہ صفحہ ۱۰۸۹ ایلیٹ، جلد ششم صفحہ ۲۳۷

اطراف الاسماء

مصنفین کے نام

(۲) تصنیفات کے نام

Bibliographical Studies
in
Indo-Muslim History

A Descriptive Account
of
Reliable Historical Works
relating
to India under Muslim Rule
and
Short Biographical Sketches
of their Writers

by
Hakim Sayyid Shams-Ullah Qadri
Archaeologist

'TARIKH' OFFICE
HYDERABAD-DECCAN
1933
PRICE Rs. 2